الهلال

الہلال

ہر جمعه کو نمبر ۱۱ ۔ بالي گنج سرکلر روڈ ۔ کلکته سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانه مع محصول ۔	بارہ روپیه
ہندوستان سے باہر کیلیے ۔ ۔	سوله روپیه
قیمت شش ماہي ۔ ۔ ۔	سات روپیه
قیمت في پرچه ۔ ۔ ۔	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "مینیجر الہلال" کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہیں انکے لفافه پر "ایڈیٹر" کا نام ہونا چاہیے ۔

(۲) نمونه مفت ارسال نه ہوگا ۔

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے ۔

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع اپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے ۔

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفته کے اندر اطلاع دیں ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا ۔

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رہے ہیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے ۔ اگر اس سے زیادہ عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرائیں ۔

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں ۔

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري مراسلہ (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا ۔

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۸ | کلکتہ : جمعہ ٦ ـ صفر ١٣٤٦ ھجری | جلد ۱

Calcutta : Friday, 5, August 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیے موزون نہین ؟

ضروری ھی کہ ھم اسکا اب فیصلہ کرلین

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعۃ نہین رکھتی ۔

طباعۃ کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین کہ حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رھکر اردو کی طباعۃ کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

ھندی اور ھندوستان کی تمام زبانون نی، نیز عربی، فارسی، ترکی، تینون سامی زبانون نی حروف کی چھپائی اختیار کرلی ھی اور انکی طباعۃ یورپ کی طباعۃ کا مقابلہ کر رھی ھی ۔ کیون اردو زبان بھی ایسا نہ کری جو اسی رسم الخط مین لکھی جاتی ھی ؟

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی ھین ، وہ ھین جن مین الھلال چھپتا ھی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ ھی جس مین یہ سطرین کمپوز کی گی ھین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاھین پسند کرلین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

ھماری رای مین بہترین حروف یہی ھین ۔ اگر فارسی اور ترکی کیلیے یہ نا موزون نہین تو اردو کیلیے کیون نا موزون ھون ؟

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی ھمین اطلاع دیجیے ۔ یاد رکھیے ۔ طباعۃ کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیے سب سی زیادہ اھم مسئلہ ھی ۔ ضروری ھی کہ اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الھلال

مذاکرۂ علمیّہ

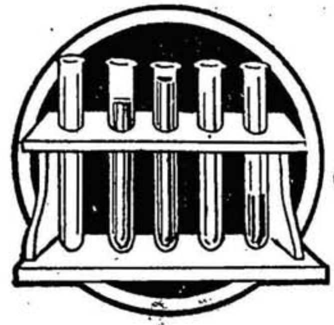

نظريۂ ارتقا کا گم شدہ حلقہ

كيا حلقۂ مفقودہ مل گيا ھے ؟

انسان کا دماغ گوريلا کا دماغ

نظريۂ ارتقا کے "حلقۂ مفقودہ" سے مقصود وہ ذهني حيوان ھے ' جسكي نسبت خيال كيا جاتا ھے كه انسان كي موجودہ شكل اور هيئت کے ارتقا سے پہلے زمين پر موجود تها - وہ انسان ميں ' جو سلسلۂ ارتقا كي آخري كڑي ھے ' اور ترقي يافته جانوروں ميں ' جو هئيت انساني سے بہت زيادہ قرب ركهتے هيں ' درمياني برزخ تها -

اس نظريه کے قائلين کا خيال ھے كه بندر كي ترقي يافته قسميں مثلاً گوريلا ' اس قسم كي مخلوق هيں جنكي ظاهري هيئت ' جسماني بناوٹ ' تشريحي نظام ' اور اعضاء معنوي کے وظائف و خواص ' انسان سے بہت زيادہ قريب اور ملتے جلتے هيں - ليكن اسدرجه قرب اور تماثل نہيں ھے كه اُسكے بعد هي انسان كا وجود آ جاے - ضروري ھے كه درميان ميں كوئي ايک يا ايک سے زيادہ كڑياں رهي هوں اور وهاں " جانور " كي سرحد ختم هوئي هو اور " انسان " كي حدود كا آغاز هوا هو - چونكه علم الحيوانات كي موجودہ اور مدون معلومات ميں كوئي ايسا مخلوق موجود نہيں ھے ' اِسليے اُنهيں اِسكي جستجو هوئي ' اور اِسكا نام "حلقۂ مفقودہ" يعني گم شدہ حلقه قرار پا گيا - علماء علم الحيوانات نصف صدي سے اس گم شدہ حلقه كي جستجو ميں هيں - آثار قديمه اور علم طبقات الارض كي تحقيقات کے سلسله ميں بارها اس طرح كي چيزيں دستياب هوئيں كه خيال هوا ' گم شدہ حلقه كا سراغ ملگيا ھے ' ليكن پھر مطالعۂ و تفحص سے اس خيال كي تصديق نهو سكي -

ليكن سنه ١٩٢٠ - سے بعض نئے انكشافات پے درپے هو رهے هيں ' اور انهوں نے ايک نيا مواد بحث پيدا كر ديا ھے - اگرچه اِن ميں بهي كوئي چيز ايسي نہيں ھے جسے علمي وثوق کے ساتھ "حلقۂ مفقودہ" قرار ديا جا سكے - تاهم علماء حيوانات و تشريح كا خيال ھے كه قرائن و آثار بہت حد تک تشفي بخش هيں ' اور بہت ممكن ھے كه انكي بحث و فحص سے گم شدہ حلقه كا مسئله حل هو جاے -

حال ميں امريكه کے بعض علماء حيوانات نے اس قسم كا مواد يک جا كرکے اُن كي نوعيت پر نہايت دلچسپ نظر ڈالي ھے - هم اُس كا مختصر خلاصه قارئين الهلال كي معلومات کے ليے درج كرديتے هيں -

يه امريكن پروفيسر (جس كا نام ڈاكٹر وهائٹ ھے) لكهتا ھے :

" گزشته دس سال کے اندر جو انكشافات هوئے هيں ' وہ سلسلۂ بحث كا نہايت قيمتي سرمايه هيں - علم كي احتياط كا مقتضي يهي ھے كه اظهار وثوق ميں جلدي نه كي جائے - ليكن اگر ايسا نه هوتا ' تو يه انكشافات اپني موجودہ حالت ميں بهي اتنے واضح هيں ' كه كها جا سكتا تها ' گم شدہ حلقوں كا سراغ مل گيا ھے -

اس وقت سب سے زيادہ قوي قرائن ركهنے والے آثار پانچ هيں :

(١) انسان هذل برگ : يه ايک كهوپڑي ھے جو جرمني کے مندرجۂ بالا مقام ميں ملي تهي - تشريحي تحقيقات کے بعد ثابت هوگيا ھے كه يه نه تو موجودہ انسان كي كهوپڑي هوسكتي ھے ' نه كسي جانور كي - يه ضرور ايک تيسري اور درمياني قسم ھے -

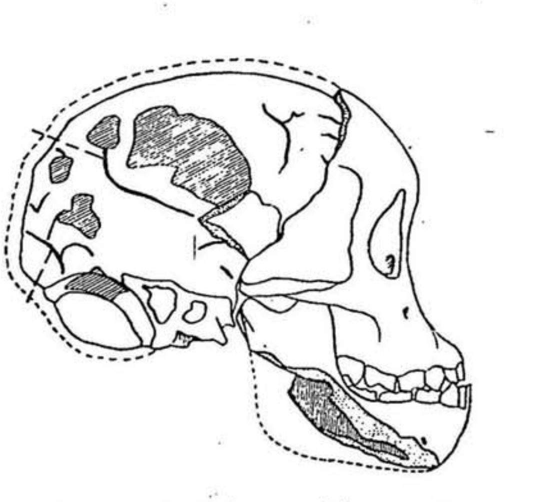

وہ كهوپڑي جو ترنگس ميں ملي ھے ' اور جسكي نسبت خيال كيا گيا ھے كه گم شدہ حلقه كي كهوپڑي ھے

(۲) روڈسیا کا انکشاف: سنہ ۱۹۲۱ ع میں ایک سیاح کو جنوبی افریقہ میں ایک کھوپڑی ملی - یہ بھی پہلی کھوپڑی کی طرح ایک تیسری تشریحی حالت رکھتی ہے - علماء تشریح و وظائف اعضاء کی تحقیق میں یہ غالباً ابتدائی قسم کے وحشی انسان کی کھوپڑی ہے -

(۳) جاوا کا انکشاف: جاوا کی ایک غار سے بھی ایک قیمتی کھوپڑی ملی ہے جسکی نسبت دو مختلف رائیں قائم کی گئی ہیں - ایک جماعت کا خیال ہے، یہ گم شدہ حلقہ کی خبر دیتی ہے - دوسری جماعت کا خیال ہے، یہ بندر ھی کی کوئی زیادہ اونچی قسم ہے - وہ کہتے ہیں، اس کھوپڑی میں پیشانی کا بیحد ابھار اور رخسار کی ہڈیوں کی نوعیت، گم شدہ حلقہ کی نوعیت سے مختلف ہے -

(۴) سب سے زیادہ قیمتی انکشاف "وحشی انسان" کا انکشاف ہے جسکے جسم کی ہڈیاں اور سر کی کھوپڑیاں بکثرت جمع ہو گئی ہیں - اسکا جسم اور چہرہ بالکل موجودہ انسانوں کا سا تھا - لیکن اسکے جسم پر بکثرت بال تھے - ایسے بال جیسے بندر کے جسم پر ہوتے ہیں - بعض قدیم سیاحوں نے اسٹریلیا، امریکہ، اور جزائر جنوب میں ایسے زندہ انسان دیکھے بھی ہیں -

(۵) آخری انکشاف، پروفیسر ڈارٹ کا مشہور انکشاف ہے جو سنہ ۱۹۲۵ - میں ہوا - پروفیسر موصوف کو ٹانگس میں ایک بالکل نئی قسم کی کھوپڑی ملی ہے جو پچاس قدم سے زیادہ زمین کے اندر مدفون تھی - یہ کھوپڑی تمام پچھلے آثار سے کہیں زیادہ گم شدہ حلقہ کا اذعان پیدا کرتی ہے - اسکے تمام حصے موجودہ انسان کی کھوپڑی جیسے ہیں - البتہ منہہ کا نچلا حصہ بہت زیادہ باہر نکلا ہوا ہے، اور یہ بات علم وظائف اعضاء میں طے پاچکی ہے کہ انسانی چہرے کا نچلا حصہ ابتدا میں ایسا ہی ابھرا ہوا تھا - پھر بہ تدریج گھٹتے گھٹتے موجودہ تناسب تک پہنچ گیا -

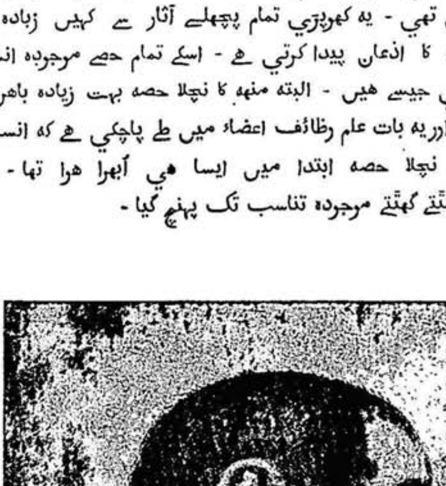

ٹانگس سے جو کھوپڑی ملی ہے، زندگی میں وہ ایسا چہرہ رکھتی ہوگی، جیسا اس تصویر میں دکھلایا گیا ہے -

ریڈیم

خزانۂ فطرۃ کا سب سے زیادہ کمیاب جوہر!

حال میں اخبارات نے یہ خبر شایع کی تھی کہ " ریڈیم کا بازار گرگیا ہے اور ایک اونس ریڈیم کی قیمت ۳۳۰٬۰۰۰٬۰۰۰ ڈالر کی جگہ اچانک ۲۵٬۰۰۰٬۰۰۰ ڈالر ہوگئی ہے - اس کمی کی وجہ یہ ہے کہ بلجیم کانگو (افریقہ) کے علاقہ " کاٹنکا " میں ریڈیم کی ایک بہت بڑی مقدار نظر آئی ہے - زیگوسلاویا کی تانبے کی بعض قدیم کانوں میں بھی ریڈیم پایا گیا ہے - اگر یہ تمام ریڈیم حاصل کر لیا گیا تو قیمت میں اور بھی کمی ہوجائے گی "

لیکن اس خبر سے لوگوں کو غلط فہمی ہوسکتی ہے - ممکن ہے کوئی خیال کر بیٹھے کہ جب ریڈیم کے بھاؤ میں اس طرح اتار چڑھاؤ ہو رہا ہے تو ہر دولت مند آدمی کیلیے اسکی زیادہ سے زیادہ مقدار خرید لینا ممکن ہے - مثلاً امریکہ کا ہنری فورڈ جیسا کروڑ پتی اگر چاہے، تو بآسانی آدہ سیر ریڈیم خرید لے - اپنے بینک نوٹوں کا بیگ بغل میں دبائے، اور بازار جاکر جب چاہے ریڈیم لے آئے -

لیکن یہ صحیح نہیں ہے - ہنری فورڈ کی تمام دولت بھی آدہ سیر ریڈیم خرید نہیں سکتی - امریکا کے دوسرے قارون راکفلر اور مللو بھی اگر اپنے خزانے جمع کر دیں، اور امریکا، فرانس انگلستان، بلکہ سارے عالم کی سلطنتیں بھی اپنے جملہ خزانے پیش کردیں، جب بھی آدہ سیر ریڈیم حاصل نہیں کیا جاسکتا!

یہ عجیب بات ہے - مگر واقعہ ہے - کیوں؟ اس لیے کہ گزشتہ اٹھائیس برس میں، یعنی جب سے ریڈیم دریافت ہوا ہے، دنیا اس کی اتنی مقدار حاصل ہی نہیں کر سکی ہے، جسے ترازو میں آدہ سیر کے باٹ سے تول سکیں - اس وقت تک وہ صرف آدہ پاؤ کی مقدار میں حاصل ہو سکا ہے!

جن خوش نصیبوں کے قبضہ میں ریڈیم ہے، یا جنہیں اس کی ضرورت پڑتی ہے - مثلاً سائنس داں اور ڈاکٹر، وہ اس کے ایک ایک ذرہ کی قدر کرتے اور زیادہ سے زیادہ قیمت پر خریدنا چاہتے ہیں - ریڈیم کی خرید و فروخت اونس کے حساب سے نہیں ہوتی، ٹن کے حساب کا تو وہم بھی نہیں کیا جا سکتا - کیونکہ ریڈیم سونے سے بھی کہیں زیادہ قیمتی ہے - اس کی قیمت سونے سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہے - ریڈیم کی خرید و فروخت رتیوں کے حساب سے ہوتی ہے - اس وقت تک ریڈیم کی سب سے بڑی مقدار جو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ منتقل ہوئی ہے، صرف دو گرام ہے - اور معلوم ہے کہ ایک گرام، اونس کا تیسواں حصہ ہوتا ہے - یہ مقدار بھی فروخت نہیں ہوئی ہے بلکہ حکومت زیگوسلاویا نے انگلستان کو علمی تحقیقات کے لیے عاریتاً دیدی ہے -

اس کی کوئی امید نہیں کہ کانگو میں ریڈیم کی کان اس کی موجودہ مقدار میں غیر معمولی اضافہ کردے گی - خیال کیا جاتا ہے کہ اس وقت اس کی جتنی مقدار دنیا کے ہاتھہ میں موجود ہے، اس سے صرف ۲۵ گنا زیادہ ریڈیم کانگو کی کان سے حاصل کیا جاسکتا ہے - لیکن اس کا نکالنا بجائے خود ایک نہایت مشکل اور بڑے خرچ کا کام ہے - اس کان کی ہر ۵۰۰ ٹن وزنی چٹان میں سے زیادہ سے زیادہ ایک گرام ریڈیم نکلے گا، وہ بھی خالص نہیں بلکہ "کلورل" اور دوسرے مواد سے ملا ہوا - ان مواد سے اسے علحدہ کرنے

کے لیے کم از کم ۵۰۰ ٹن دوسرے کیمیاوي اجزاء درکار ہونگے - ۱،۰۰۰ ٹن پتھر کا کوئلہ خرچ ہوگا - ۱۰،۰۰۰ ٹن مقطر پاني لگے گا - ایک مہینہ تک ۱۵۰ - مزدور کام کریں گے - پانچ ہفتے ماہرین کیمیا کي ایک بڑي جماعت کو صرف کرنا ہونگے - پھر اِس کے بعد مزید چار مہینے اُسے کار آمد بنانے میں لگیں گے - اِن تمام کوششوں ' محنتوں اور کثیر مصارف کے بعد ' شاید ایک گرام ریڈیم دستیاب ہو سکے - اگر کانگو کي پوري کان سے فایدہ اٹھایا جائے ' تو بھي زیادہ سے زیادہ نصف اونس ریڈیم ملنے کي امید ہے - اِس کے معني یہ ہوے کہ اِس تمام درد سري کے بعد ریڈیم کي موجودہ مقدار میں یعني تقریباً دو چھٹانک میں صرف تیس گرام کا اور اضافہ ہو جائیگا !

(ریڈیم کي نوعیت)

آخر ریڈیم ہے کیا چیز جس کي جستجو میں سارا عالم سرگرداں ہورہا ہے' اور جس کي مدح و ثنا میں دنیا کے تمام علماء رطب اللسان ہیں ؟

ماہر کیمیا سے پوچھو - وہ بڑے جوش سے جواب دے گا " ریڈیم اگرچہ لوہے ' تانبے' توتیے کي طرح ایک دھات ہے' مگر سب دھاتوں سے زیادہ وزني ہے ' حتی کہ سیسے سے بھي زیادہ - سب دھاتوں سے زیادہ قیمتي ہے ' حتی کہ سونے چاندي بلکہ لعل اور الماس سے بھي زیادہ - ریڈیم ' نیچر کے خزانے کا سب سے زیادہ بیش قیمت جواہر ہے - یہي وہ پارس ہے جس کے عشق میں قدیم فلاسفہ اور حکماء دیوانے ہو رہے تھے ' اور سمجھتے تھے ' اس کے ذریعہ ہر دھات سونا بن جا سکتي ہے ! "

ڈاکٹر کے پاس جاؤ - آپ بھي قصیدہ خواں پاؤگے - وہ کہے گا " یہي وہ اکسیر حیات ہے جس کي مدتوں سے تلاش تھي - یہ عنقریب دنیا کي جملہ بیماریوں کا تریاق بننے والا ہے "

سائنس داں سے سوال کرو - فوراً بول اٹھے گا " یہ سب سے زیادہ عجیب چیز ہے جو دنیا نے دیکھي ہے - یہ اِسي کے خواص کي برکت ہے کہ ذراتي ترکیب (ایٹم) کا نظریہ قائم ہوسکا ہے جو عنقریب تمام علوم میں عظیم الشان اور حیرت انگیز انقلاب پیدا کردیگا "

عالم طبقات الارض (جیولوجي) سے مخاطب ہو - وہ فوراً کہے گا " ریڈیم ' آتش فشاں پہاڑوں اور زمین کي اندروني حرارت کا بہترین مفسر ہے "

عالم فلکیات سے دریافت کرو - وہ کہے گا " ریڈیم ' آفتاب اور ستاروں کے نور حرارت کا سر چشمہ اور اُن کي قوت کا راز ہے "

علم الحیاۃ (بیالوجي) کا ماہر تو یہانتک کہدیگا " شاید ریڈیم ھي زندگي کا اصلي منبع ہے "

علم ہندسہ کا عالم کہیگا " اگر ریڈیم کي کافي مقدار حاصل ہوجائے تو اِتني عظیم الشان قوت انسان کے قبضہ میں آجائے جس کا اسوقت تصور بھي مشکل ہے - ایسے حیرت انگیز آلات ایجاد ہو جائیں جنکے مقابلہ میں موجودہ آلات بالکل ہیچ ہیں - وہ آلات ایسے محیر العقول کام کر سکینگے جن کا عشر عشیر بھي حال کے آلات سے ممکن نہیں - پھر صنعت و حرفت میں بھي بالکل کایا پلٹ ہو جایگي - ابھي ریڈیم کي جتني قلیل مقدار موجود ہے ' وہي بے شمار فوائد پہنچا رہي ہے - اُسکا ایک ادنی کرشمہ یہ ہے کہ اُس سے ایک ایسا روغن ایجاد ہو گیا ہے جو گھڑي کي سوئیاں' بحري اور ہوائي جہازوں کے آلات' اور برقي کنجیاں' اندھیري راتوں میں روشن رکھتا ہے - قیمتي جواہرات اُس سے طیار ہو جاتے ہیں - اگر کچھ مدت کے لیے سفید (بے رنگ) یاقوت ' ریڈیم کے زیر اثر رکھدیا جائے ' تو ہمیشہ کے لیے زمرد بن جاتا ہے - نقلي اور مصنوعي نہیں - حقیقي ' بیش قیمت زمرد ! "

اس عجیب و غریب اور نادر چیز " ریڈیم " کا خاصہ کیا ہے؟ مختصر جواب یہ ہے کہ " شعاعي قوت " - شعاعي قوت کے کیا معني ہیں ؟ ٹھیک وہي جو اِن دو لفظوں سے سمجھے جاتے ہیں - یعني شعاعوں کي شکل میں قوت - مزید تفصیل آگے آتي ہے -

(ریڈیم کا انکشاف)

حیرت انگیز ریڈیم کا اکتشاف اِس طرح ہوا کہ سنہ ۱۸۹۵ ع میں مشہور فرنچ سائنس داں ہنري بکریل اپني علمي تحقیقات میں مصروف تھا - فوسفورسي روشني کے تجربے کر رہا تھا - اچانک اُسنے دیکھا ' ایک خاص عنصر " اورانیم " کے اجزاء فوٹو گرافي کي تختي پر تاریکي میں اثر ڈال رہے ہیں - حتی کہ اگر سیاہ کاغذ سے چھپا دیا جاے ' جب بھي اُنکا اثر پہنچ جاتا ہے - اِس پر اُسے بڑي حیرت ہوئي مگر ریڈیم کي طرف رہنمائي نہ ہوسکي - البتہ علمي دنیا نے یہ تسلیم کر لیا کہ اورانیم میں شعاعي قوت موجود ہے' اور اُس سے کام لیا جانے لگا - چنانچہ اُسوقت سے شیشہ اور چیني کے ظروف رنگنے میں اکسائڈ اورانیم برابر استعمال ہونے لگا ہے -

اِسکے بعد ایک نوجوان پولش خاتون میڈم کوري نے اورانیم کے مخفي خواص کي پیرس میں تحقیقات شروع کي - اُسنے بہت جلد معلوم کر لیا کہ یہ شعاعي قوت والا مادہ ' خود اورانیم نہیں ہے ' بلکہ کوئي اور عنصر ہے اور اکسائڈ اورانیم سے ملا ہوا ہے - یہ دیکھکر اُسنے یہ مادہ تحلیل کرنا اور مختلف قسم کے تیزابوں سے بار بار دھونا اور صاف کرنا شروع کیا - اب اُسکي حیرت و مسرت بے حساب تھي - کیونکہ تحلیل کے بعد جو مادہ باقي رہگیا تھا ' اُسکي شعاعي قوت برابر بڑھتي چلي جا رہي تھي - اِسکے بعد وہ الکٹروسکوپ کي مدد سے تین اونس ایک نیا عنصر حاصل کر لینے میں کامیاب ہوگئي - یہ عنصر اورانیم سے بھي ساٹھ گنا زیادہ سخت تھا - فوراً اِس مادہ کے چند کیمیاوي خواص بھي دریافت ہو گئے - اُسنے بڑے فخر و مباہات سے اپنے عظیم انکشاف کا اعلان کر دیا ' اور اپنے وطن کے نام پر اُسکا نام " پولونیم " رکھا - یہ " پولونیم " ریڈیم کے انکشاف کي طرف عملي قدم تھا - تین سال کي مزید تحقیقات کے بعد اِسي خاتون نے اعلان کیا کہ اکسایڈ اورانیم میں شعاعي قوت کا اصلي سر چشمہ اُسنے دریافت کر لیا ہے - اِسي سر چشمہ کا نام بالآخر " ریڈیم " پڑا - اور آہستہ آہستہ اُسکے مزید خواص معلوم کیے گیے -

اِسکے بعد سر ارنسٹ آرتھر فورڈ نے دریافت کیا کہ ریڈیم کي شعاعیں تین قسم کي ہیں - چنانچہ یوناني ابجد کے تین ابتدائي حرفوں پر اُنکے نام رکھے گئے - پہلي شعاع کا نام " الفا " دوسري کا " بیٹا " تیسري کا " گاما " .

(ریڈیم کے خواص)

پھر تحقیقات سے ثابت ہوا کہ پہلي شعاع " الفا " مثبت کہربائي لہروں کا مجموعہ ہے - وہ اِس قدر تیز رفتار ہے کہ ہر سکنڈ میں ۲۰،۰۰۰ میل حرکت کرتي ہے - یعني توپ کے گولے سے بھي ۴۰،۰۰۰ مرتبہ زیادہ تیز رفتار ہے - لیکن یہ شعاع ' نفوذ و سریان کي زیادہ قوت نہیں رکھتي - شیشے کي نہایت رقیق تختي حائل کر کے اُسے روک دیا جا سکتا ہے -

برخلاف اِسکے شعاع " بیٹا " اُس سے دس گنی زیادہ تیز ھے ' یعني ھر سکنڈ میں ۲٬۰۰٬۰۰۰ میل کي سرعت رکھتي ھے - گویا آفتاب کے نور کي طرح تیز رفتار ھے - تحقیقات سے ثابت ھوا ھے کہ یہ شعاع جلد میں نصف انچ تک گہري اتر جاتي ھے' اور شیشہ ' ایلومینم ' اور سیسے کي پتلي چادروں کو بھي توڑ کر ۱/۱۲ - انچ گہرائي تک چلي جاتي ھے !

تیسري شعاع " گاما " شعاع ایکس (ایکس راز) سے بہت مشابہ ھے - فرق صرف یہ ھے کہ اُسکي مثبت لہر X (ایکس) سے طول میں کم ھے - لیکن یہ شعاع نفوذ و سریان کي بہت بڑي قوت رکھتي ھے - سیسے کي بارہ انچ موٹي تختي کو بھي توڑ کر نکل جاتي ھے !

اِس سے بھي زیادہ حیرت انگیز تحقیق یہ ھے کہ " شعاع الفا " پھوٹنے کے بعد نامعلوم طریقہ پر اپنے اندر دو منفي کہربائي لہریں جمع کر لیتي ھے' اور یہ لہریں بالاخر هیلیم (Helium) کے ذرے بن جاتي ھیں - اِسکے معني یہ ھوے کہ ریڈیم سے همیشہ ایک اور مادے کا فوارہ بھي چھوٹتا رهتا ھے - یہ مادہ ریڈیم سے مختلف ھے - اتنا مختلف ' جتنا کوئي مادہ کسي دوسرے مادہ سے مختلف هو سکتا ھے -

(سورج اور ریڈیم)

درحقیقت یہ عجیب بات ھے کہ خود ریڈیم کے اندر هیلیم بالکل موجودہ نہیں ھے - تاهم کسي مخفي سبب سے اُسکے ذرے ریڈیم سے برابر بہتے رهتے ھیں !

یہي بات دیکھکر علماء کا خیال اِس سب سے زیادہ حیرت انگیز حقیقت کي طرف منتقل ھوا کہ کائنات کا قیام دراصل صرف کہرباء یا بجلي کي قوت پر ھے - اِسي سے کائنات کے اُس سب سے زیادہ مخفي اور عجیب راز کي تحقیقات کا دروازہ کھلا جسکا تصور بھي کبھي انسان نہیں کرسکتا تھا - یعني آفتاب کي روشني' حرارت' اور قوت کے سرچشمے کا انکشاف ھوا -

آفتاب میں هیلیم کا وجود ' زمین میں اُسکے وجود کي تحقیق سے پہلے هي معلوم کر لیا گیا تھا - اسپکٹرسکوپ کے ذریعہ پتہ چل گیا تھا کہ آفتاب کے هالے میں هیلیم کي بہت بڑي مقدار موجود ھے - وہ عظیم الشان هالہ جو سورج کے گرد حلقہ بنائے قائم ھے خلا میں لاکھوں میل تک اپني آتشیں زبانیں پھیلائے ھوے ھے !

ریڈیم کا طلسم یہ سوال پیدا کرتا ھے کہ آفتاب کے آتشي هالے میں هیلیم کا وجود کیا اِس بات کي دلیل نہیں ھے کہ خود آفتاب کے اندر بھي ریڈیم سے لبریز خزانے موجود ھیں ؟ کیا یہ ممکن نہیں ھے کہ آفتاب کا تمام نور' حرارت ' اور قوت اِسي ریڈیم کا کرشمہ هو؟

اگر ایک گرام ریڈیم سے اِتني حرارت پیدا هوتي ھے کہ ۳/۴ گھنٹہ میں ایک گرام یخ کو پگھلا کر کھولا دیتي ھے ' تو آفتاب میں ریڈیم کا خزانہ کتني سخت حرارت پیدا کرتا ھوگا ؟

اِس کا اندازہ کرنے کیلیے اس قدر جان لینا ضروري ھے کہ آفتاب کا وزن :

۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰٬۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰٬۰۰۰۰۰ - ٹن ھے - یعني زمین سے ۳٬۳۲٬۰۰۰ - گنا وزني ھے - ظاهر ھے ' اِتنے بڑے کرہ میں کتنا بڑا خزانہ ریڈیم کا موجود هوگا جو آفتاب کي اِس محیر العقول روشني ' گرمي ' اور قوت کا منبع ھے !

سائنس نے یہ بات دریافت کرلي ھے کہ آفتاب کي حرارت ' اُسکے احتراق (جلنے) کا نتیجہ نہیں ھے - یہي حال ریڈیم کا بھي ھے - اُسکي حرارت ' احتراق کي وجہ سے نہیں ھے - بلا شبہ کچھہ احتراق بھي هوتا ھے مگر اِس قدر کم ' کہ نہ هونے کے برابر ھے - پھر یہ بھي ثابت هوگیا ھے کہ ریڈیم کي قوي النفوذ شعاع " گاما " سورج کي شعاعوں سے بہت مشابہ ھے - پس کیا یہ ممکن نہیں کہ آفتاب کي یہ شعاعیں جو هم تک ۹٬۳۰٬۰۰٬۰۰۰ میل مسافت طے کرکے منظم شکل میں پہنچتي ھیں ' دراصل ریڈیم کي " گاما " شعاعیں هي هوں؟ بہت ممکن ھے' کہ ایسا هي هو - دنیا بھر کے سائنس داں اِس وقت اِس اهم مسئلہ پر غور و بحث کر رھے ھیں -

ٹھیک اِسي معقول اور علمي طریقہ پر زمین کے اندروني گرم مادوں ' مثلاً آتش فشاں لاوا اور کھولتے اور گرم معدني چشموں وغیرہ کا اصلي سبب بھي ریڈیم هي قرار دیا جا رها ھے - تحقیقات کا سلسلہ جاري ھے - ممکن ھے چند سال بعد اِس باب میں علم کوئي قطعي رائے قائم کر سکے ' اور وہ حقائق اچانک دنیا کے سامنے آجائیں ' جو ابتک قدرت کے سربستہ راز سمجھے جاتے تھے -

پھر یہ بھي ایک عجیب بات ھے ' جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا کہ ریڈیم اگرچہ مسلسل حرارت و قوت پیدا کرتا رهتا ھے ' مگر خود اُسکے جوهر میں کوئي نمایاں کمي واقع نہیں هوتي - اِس کا اندازہ اِس سے کیا جا سکتا ھے کہ ایک گرام ریڈیم سال بھر میں ۱۱٬۶۰٬۰۰۰ - وزن حرارت پیدا کرتا ھے - یہ حرارت تقریباً تیرہ سیر منجمد برف کو پگھلا کر کھولا دے سکتي ھے - مگر اِس سے خود ریڈیم میں صرف ۱/۲٬۵۰۰ - کي کمي لاحق هوتي ھے جو بہ منزلۂ عدم ھے - تاهم کمي ضرور ھے ' اور ایک بہت بڑي مدت کے بعد وہ اِس بیش قیمت جوهر کو حقیر دھات کي شکل میں تبدیل کردے سکتي ھے - علماء کا خیال ھے ' ریڈیم اپني خصوصیات سے محروم هونے کے بعد سیسہ هو جاتا ھے - لیکن اس تبدیلي کے لیے کم سے کم ۳٬۴۶۰ - برس کا زمانہ گذرنا چاهیے - اس لحاظ سے کہا جا سکتا ھے کہ مثلاً جو ریڈیم زمین میں ۱۵۰۰ - برس قبل از مسیح سے موجود ھے ' وہ ابتک ریڈیم هي ھے ، سیسہ نہیں هوا ھے !

اِس سے بھي زیادہ عجیب بات یہ ھے کہ ریڈیم ایک بالکل مختلف مادے سے کیمیاوي طریق پر تبدیل هوکر اپني شکل میں آتا ھے - اِس تبدیلي کا تصور قدیم حکماء کو بھي هوگیا تھا - وہ اپني عقل کے زور سے خیال کرتے تھے کہ تمام دھاتیں سونے کي شکل میں تبدیل کي جا سکتي ھیں اور ان دھاتوں سے اکسیر حیات طیار هو سکتي ھے -

ریڈیم کي تکوین' علماء کي نظر میں نہایت هي حیرت انگیز معما ھے - تحقیقات سے ثابت هوگیا ھے کہ ریڈیم کا مورث اعلی یا اصل اورانیم ھے - اِس اورانیم میں تین بڑي تبدیلیاں هوتي ھیں - علماء نے اِن تبدیلیوں کے تین نام رکھے ھیں : اورانیم س ۱ - اورانیم س ۲ - اورانیم س ۳ - آخر الذکر تبدیلي کے بعد اورانیم ' یونیم هو جاتا ھے' پھر یونیم ترقي کرکے ریڈیم هو جاتا ھے - ریڈیم میں تنزل هوتا ھے تو وہ پہلے پولونیم هوتا ھے ' پھر سیسہ بن جاتا ھے - اورانیم اور سیسہ کے مابین اصلي ذرے ۱۶ - ھیں - پوري تبدیلي کے لیے کم از کم ۶٬۰۰٬۰۰٬۰۰٬۰۰۰ سال درکار هوتے ھیں -

اگر ریڈیم بگڑ کر سیسہ ہو جاتا ہے تو یہاں قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا شروع ہی سے زمین میں ریڈیم کی بہت بڑی کمیت موجود تھی ؟ اور کیا تمام موجودہ سیسا اصل میں ریڈیم ہی تھا ؟ بہت ممکن ہے ایسا ہی ہو' اگر ایسا ہی ہے تو پھر زمین شروع میں اپنی موجودہ حالت سے بالکل مختلف ہوگی- شروع میں زمین ایک ننھا سا آتشیں کرہ تھی یا خود آفتاب کا ایک چھوٹا سا جزء -

عام طور پر علماء کا یہی خیال ہے کہ زمین اصل میں ایک آتشی کرہ تھی اور آفتاب یا کسی دوسرے عظیم کرہ سے کٹ کر جدا ہوئی ہے - پہلے زندگی سے بالکل خالی تھی- پھر بتدریج سرد ہونے کے بعد زندگی کے تخم سے آباد ہوئی' اور ذی روح کا مسکن بن گئی ؛ زندگی کے یہ تخم ' ایتھر میں پڑے بہہ رہے تھے - اگر واقعہ یہی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے ' کیا یہ ممکن نہیں کہ زندگی کے یہ تخم اصل میں ریڈیم ہی کے گیس ہوں ؟ بہت ممکن ہے ایسا ہی ہو - کیونکہ سائنس نے قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ شعاعی قوت کا زندگی کے حقیقی عناصر سے گہرا تعلق ہے - دلیل اسکی یہ ہے کہ بعض بیج ریڈیم کی شعاعوں کے زیر اثر آتے ہی فوراً کونپلیں پیدا کر دیتے ہیں ' اور پھر غیر معمولی سرعت و قوت سے بڑھنے لگتے ہیں !

لیکن علماء کا پختہ خیال ہے کہ ریڈیم کی' اُس کی اصلی اور بے میل شکل میں زیادہ کمیت ' زمین کی سطح پر کبھی موجود نہ تھی - یہ اسلیے کہ اُسکے کیمیاوی خواص اسے تقریباً نا ممکن ثابت کر رہے ہیں - وہ ہمیشہ دوسرے مواد سے مرکب ملتا ہے - خالص ریڈیم کا حصول بہت ہی مشکل ہے - اگر حاصل ہو بھی جائے تو اُسکا اصلی حالت میں محفوظ رکھنا اور بھی مشکل ہوگا - کیونکہ وہ ہوا سے جلد متأثر ہو جاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ ریڈیم کی عام تجارت اُسکے مختلف نمکوں : برومائڈ ' کلورائڈ ' کاربونیٹ ' سلفیٹ ' کی شکل میں ہوتی ہے -

(طبی فوائد)

روشنی کے روغنوں کے علاوہ ریڈیم سے طب میں بھی بڑے بڑے کام لیے جا رہے ہیں - طب میں اُسکے استعمال کی طرف سب سے پہلے سنہ ١٩٠١ - میں پیئر کوری نامی طبیب کو رہنمائی ہوئی - یہ شخص ریڈیم کی دریافت کرنے والی میڈم کوری کا شوہر ہے - لیکن ریڈیم کے علاج کا اصلی موجد ہنری ڈومینیسی ہے - سنہ ١٩٠٦ - میں اسنے دریافت کیا کہ اگر سیسہ کی تختی میں ریڈیم کی شعاعیں دو مرتبہ چھان لی جائیں' تو وہ جسم کے اُن ریشوں کو زائل کر دیتی ہیں جو سرطانی مادوں سے آلودہ ہوتے ہیں - مگر تندرست ریشوں پر اُن کا کوئی برا اثر نہیں پڑتا -

اُس وقت سے ریڈیم مختلف امراض کے علاج میں استعمال ہونے لگا - مثلاً سرطان ' طرح طرح کے ورم ' نقرس ' عصبی درد ' عرق النساء ' ریڑھ کا درد ' ذیابیطس ' خون کی کمی ' ہیضہ ' ٹیفوڈ وغیرہ - خیال کیا جاتا ہے کہ ریڈیم ' ایکس ریز کے جلے ہوئے زخم اچھے کر دیتا ہے - ٹیفوڈ ' ہیضہ' اور بسہری کے جراثیم قتل کر ڈالتا ہے - معدے کو درست کرتا ہے - اشتہا پیدا کرتا ہے ' اور اُن تمام کیمیاوی تبدیلیوں میں مساعد ہوتا ہے جو انسانی جسم میں برابر جاری رہتی ہیں -

(ریڈیم کے مضر اثرات)

لیکن جہاں ریڈیم کے بے شمار فوائد ہیں ' اُسکی مضرتیں بھی ہیں - مدت تک ریڈیم کے زیر اثر رہنا سخت نقصان کا موجب ہوتا ہے-

جو لوگ ریڈیم کے علاج میں مشغول رہتے ہیں ' وہ اپنی حفاظت سیسے کی صدریاں پہنکر کرتے ہیں - تاہم اُنکی صحت کو آخر کار سخت نقصان پہنچتا ہے - ریڈیم کی شعاعیں براہ راست کوئی تکلیف نہیں پہنچاتیں - لیکن آہستہ آہستہ خون کے سفید اور سرخ ذرے بگاڑ دیتی ہیں - خون کا دباؤ ہلکا کر دیتی ہیں - اکثر خون میں کمی بھی پیدا ہوجاتی ہے - ناخون بد صورت اور اُنکے گرد کی کھال کھری اور موٹی ہوجاتی ہے - چہرہ اور ہاتھوں کی جلد میں بھی التہاب پیدا ہو جاتا ہے -

ریڈیم کی ابھی جتنی مقدار حاصل ہوئی ہے ' وہ تمام مریضوں کے علاج کیلیے بالکل نا کافی ہے - تا ہم اُسے نہایت ہوشیاری سے استعمال کیا گیا ہے ' اور ایسے طریقے ایجاد کیے گئے ہیں کہ اُسکا نفع زیادہ سے زیادہ عام ہو سکے - ریڈیم کی شعاعی قوت کا گیس چھوٹی چھوٹی نلیوں میں اس طرح بند کیا گیا ہے ' کہ اُس سے علاج میں کام لیا جا سکے- ہر نلی ١٨ - ٢٠ - روپیہ میں فروخت ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ چار دن تک کام دیتی ہے - یہ نلی بیمار کے جسم میں اُسی طرح داخل کر دی جاتی ہے ' جس طرح انجکشن کی سوئی داخل کی جاتی ہے -

اِس وقت کوئی شخص بھی پیشین گوئی نہیں کرسکتا کہ ریڈیم کے آئندہ فوائد اور کیا کیا دریافت ہونگے ؟ اور کن کن طریقوں پر اُسے استعمال کیا جا سکے گا ؟ امید کی جاتی ہے کہ سائنس کوئی ایسا طریقہ ایجاد کر سکے ' جس سے ریڈیم کے حصول میں آسانی ہو جائے ' اور علماء طبقاتِ الارض کا یہ نظریہ ایک دن صحیح ثابت ہو جائے کہ ہماری زمین کے شکم میں سرا سر ریڈیم ہی بھرا پڑا ہے - اگر کبھی یہ نظریہ صحیح ثابت ہوگیا تو کون اندازہ کرسکتا ہے کہ انسان کو کتنی قوت ' کتنی حرارت ' اور کسقدر روشنی حاصل ہو جائیگی ؟

الہلال

کا

یہ ٨ - واں نمبر ہے

لیکن

اسوقت تک ضرورت باقی ہے کہ توسیع اشاعت کی طرف آپ کو توجہ دلائی جائے -

اس میں شک نہیں کہ اصحاب ذوق نے جس طرح الہلال کا استقبال کیا ' شاید ہی اُسکی کوئی دوسری نظیر اردو اخبارات میں مل سکے - لیکن مشکل یہ ہے کہ پرچہ کی ترتیب و طباعت کا معیار بہت بلند ہے ' اور قیمت اُسکے مقابلہ میں بہت کم - اب یا تو قیمت بڑھانی چاہیے - یا اتنی وسیع اشاعت ہونی چاہیے کہ اُس سے قیمت کی کمی کی تلافی ہوجائے -

مغرب کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتیں

" دنیا میں ہر شخص کا ایک کام ہوتا ہے - میرا کام یہی ہے کہ میں تلخ مگر مفید سچائی عوام پر ظاہر کردوں - جہانتک میری استطاعت میں تھا ' میں نے انسانیت ' شرافت ' اور روا داری کی دعوت دی ہے - اگر دنیا نے نہیں سنا ' تو یہ میرا قصور نہیں ہے - میں نے اپنے لیے ایک قاعدہ بنا لیا ہے - میں عالمگیر سچائیوں کا ساتھہ دونگا - میں کسی پر الزام نہیں لگاتا ' کسی کی تضحیک نہیں کرتا ' کسی معین شخص پر حملہ نہیں کرتا - میرا حملہ انسانوں پر ہے - میں کسی خاص فعل کو برا نہیں کہتا - میں شر کو برا کہتا ہوں " (روسو)

انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثہ

جان جاک روسو

JEAN JACQUES ROUSSEU

یہ سلسلہ شروع کرتے ہوے گذشتہ نمبر میں ہم نے والٹیر کے مختصر حالات درج کیے تھے ' اور لکھا تھا کہ آیندہ نمبروں میں اُسکے اجتماعی اصول و مبادیات پر ایک مقالہ شائع کیا جائیگا - پھر اس پر نقد و تبصرہ کیا جایگا - لیکن پھر ہمیں خیال ہوا کہ اس ترتیب کی جگہہ یہ ترتیب بہتر ہوگی کہ پہلے اِن تینوں ارکان انقلاب کے مختصر حالات و افکار شائع کر دیے جائیں - پھر اُنکے اصول و مبادیات کا خلاصہ دیدیا جاے - اُس کے بعد بہ یک دفعہ اُن پر نقد و تبصرہ کیا جاے - چنانچہ آج روسو پر ایک مختصر تحریر شائع کی جاتی ہے - یہ غالباً دو نمبروں میں ختم ہو جایگی - اسکے بعد فرانسیسی انسایکلو پیڈیا اور اسکے مصنفین کے حالات و افکار پر نظر ڈالی جائیگی ' اور اسکی اشاعت کے بعد نقد و تبصرہ کا سلسلہ شروع ہوگا - حال میں ایک نہایت قیمتی مجموعہ روسو کے تمام مکاتبات کا بھی پیرس سے شائع ہو رہا ہے - تین جلدیں گذشتہ سال شائع ہو چکی تھیں - چوتھی جلد پچھلی ڈاک سے ہندوستان پہنچی ہے - یہ مجموعہ اسقدر دلچسپ اور گوناگوں معلومات سے لبریز ہے کہ ضرورت ہے ' کم از کم ایک دو تحریریں روسو کے مکاتیب پر بھی لکھی جائیں - اگر یہ لکھی جا سکیں تو یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہوگی -

انقلاب فرانس کے دماغی ارکان در اصل از منۂ وسطی (میڈل ایجز) کے کلیسائی اور شاہی استبداد کا رد فعل تھے - اسلیے ناگزیر تھا کہ پچھلے افراط کے مقابلہ میں ایک نئی تفریط پیدا ہو جاے - والٹیر ' روسو ' اور ڈیدرو ' ذہن و عقل کی اسی تفریط کی مخلوق ہیں - انکی ذہنی روح تعمیر سے نہیں بلکہ تخریب کے ہیجان سے پیدا ہوئی - وہ اثبات کے نہیں ' نفی کے واعظ تھے - مسیحی کلیسا کے جمود اور شاہی نظام کے استبداد نے " اثبات " اور " اعتقاد " کا جو غلو پیدا کردیا تھا ' اس نے اس رد فعل میں " نفی " اور " شک " کا اغراق پیدا کردیا - یہ بلا شبہہ اُس زمانے کی طبیعت کا قدرتی مقتضی تھا - پچھلی " تعمیر " کی درستی کیلیے ایک نئی " تخریب " کی ضرورت تھی - انہوں نے کلیسائی اور شاہی جمود کا بت توڑ دیا - لیکن جیسا کہ قاعدہ ہے ' اس بت شکنی میں وہ خود بھی ایک نیا بت کدہ بنا گئے - اور اسکے لیے پھر دنیا کو ایک نئے بت شکن کا انتظار ہے !

بہر حال انقلاب فرانس کے مبادیات پر یہ جدید نقد و نظر ' اس سلسلہ کی اصلی چیز ہوگی - جو مولانا ابو الکلام کے قلم سے نکلی ہے ' اور اُن کے قید خانہ کے مسودات میں سے ہے -

ایک مرتبہ ایک مجلس میں انگریزی تاریخ ادب کا غیر معمولی انسان اور انقلاب فرانس کا سب سے بہتر وقائع نگار ' کارلائل موجود تھا - لوگ حکما کی خیالی نقشہ آرائیوں پر بحث کر رہے تھے - ایک شخص نے کہا " اجتماع و معاشرت کے انقلابات کے نقشے ایک دل خوش کن تخیل سے زیادہ نہیں ہیں " جونہی اس رائے زنی کی بھنک کارلائل کے کانوں میں پڑی ' اُس نے مجمع کو مخاطب کرکے کہا :

" حضرات کچھہ عرصہ گزرا ' اس دنیا میں ایک شخص تھا - روسو - اس نے ایک کتاب لکھی تھی - جب یہ کتاب شائع ہوئی تو بہت سے آدمیوں نے اُس کی ہنسی اڑائی - لیکن جب اس کا دوسرا اڈیشن شائع ہوا ' تو اُس کی جلد بادھنے کے لیے اُنہی لوگوں کے جسم کا چمڑا استعمال کیا گیا تھا ' جنھوں نے اس کی ہنسی اڑائی تھی ! "

یه هے یورپ کے اٹھارھویں صدی کی عجیب و غریب شخصیت جان جاک روسو - اور یه هے اُس کی انقلاب انگیز اور عالم افگن تعلیمات کا ساحرانه نفوذ ' جس کی طرف کارلائل نے ان ضرب المثل بن جانے والے لفظوں میں اشاره کیا تھا !

نپولین کہا کرتا تھا " انقلاب فرانس کچھه نه تھا مگر روسو " ایک اور موقعه پر اُس نے کہا " روسو ھی انقلاب کا باپ تھا " بلاشبه روسو انقلاب فرانس کا باپ تھا ' لیکن وہ اس سے بھی بڑھکر تھا - اُس نے صرف فرانس ھی میں نہیں بلکه اپنے پورے عهد کی عقلی و اجتماعی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا - اس کے مبادیات و اصول کو لوگ صحیح سمجھیں یا غلط ' لیکن عملی دنیا کا فیصله یہی ہوا که وہ آنکھه بند کرکے اُس کی رھنمائی پر چل پڑی' اور اُس کے سوا دوسروں کی رھنمائی قبول کرنے سے انکار کردیا - اٹھارھویں صدی سے لیکر اس وقت تک دنیا کے قوموں کی حکومتوں میں ' ان کی سوسائٹی اور معاشرت میں ' اُن کے عقلی اعمال و عقائد میں ' ان کے علم و فن کے کار و بار میں ' ایک بہت بڑی زنده حقیقت روسو اور روسو کے اصول و مبادی ھیں !

(مختصر حالات زندگی)

سنه ۱۷۱۲ ع میں روسو جنیوا میں پیدا ہوا تھا - اُس کا باپ آیزک روسو ایک غریب آدمی تھا ' مگر سست ' ناکاره ' اور بد اخلاق - گھڑیوں کی مرمت کرتا اور عورتوں کو ناچنا سکھا کر پیٹ پالتا - لیکن اُس کی ماں بہت ھی شریف عورت تھی - اُس کی شرم و حیا اور شریفانه نسوانی جذبات کا تمام سوانح نگاروں نے اعتراف کیا هے - روسو میں اپنے ماں اور باپ' دونوں کے اخلاق جمع ہوگئے تھے - البته بعد میں اُس نے بہت کچھه اصلاح کرلی تھی -

روسو کی ابتدائی تعلیم نہایت ناقص تھی - اُسے بچپن ھی سے افسانے اور خیالی قصے پڑھنے کا شوق ہوگیا تھا - لیکن اُس کے تمام سوانح نگار تسلیم کرتے ھیں که یه مطالعه اُس کے عجیب ذهن کے لیے مضر نہیں بلکه مفید ثابت ہوا -

روسو ابھی پوری طرح جوان بھی نہیں ہوا تھا که اپنی روزی کمانے پر مجبور ہوگیا - اُس کے والد نے اُسے دستکاری کا پیشه اختیار کرنے پر مجبور کیا مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی - کئی مقامات میں اُس نے نوکری کی مگر اپنی تنگ مزاجی اور خاص قسم کی طبیعت کی وجه سے کہیں جم نه سکا - نه وہ اپنے کسی آقا کو خوش کرسکتا تھا - نه اُس کا کوئی آقا اُسے مطمئن کردینے کی قابلیت رکھتا تھا !

اپنی زندگی کا یه زمانه اُس نے سخت مصائب میں گزارا - تنگ دستی همیشه اُس کی رفیق رھی - بے اطمینانی نے کبھی ساتھه نه چھوڑا - صحبت نہایت خراب تھی - سوسائٹی کا سب سے زیاده بدترین طبقه اُس کے حصے میں آیا تھا -

(ترقی و شہرت کا پہلا موقعه)

۳۹ - سال اِس طرح گزر گئے - اب تک وہ بالکل گم نام تھا - لیکن قدرت کی نظر عنایت اُس پر شروع ھی سے تھی - وہ اُسے اپنے مدرسۂ مصائب میں طیار کر رھی تھی -

سنه ۱۷۴۹ ع میں اچانک اُس کے اقبال کا ستارا طلوع ہوا - فرانس کے ایک علمی مجمع (اکاڈیمی) نے ایک موضوع مقرر کیا ' اور اهل علم کو اُس پر بحث کی دعوت دی - مقابله سخت تھا - منتخب علماء میدان میں اُتر پڑے تھے - تاهم روسو نے همت کی اور مضمون لکھا - اُس کا مضمون سب سے بہتر ثابت ہوا - مجمع علمی نے اِس گمنام " عالم " کی قابلیت کا اعتراف کیا - اور اُسے مقابله کا انعام دیکر همت افزائی کی - اِس طرح دنیا نے پہلی مرتبه سنا که روسو' فرانس میں ایک بڑا عالم هے !

(حکومت اور کلیسا کا متحده حمله)

اب روسو پر شہرت کا دروازه کھل گیا - بڑی تیز گامی سے وہ آگے بڑھا ' اور تھوڑے ھی عرصه کے اندر اپنے عهد کا سب سے بڑا عالم تسلیم کر لیا گیا -

مگر کیا اِس شہرت و عزت سے اُس کی زندگی کی مصائب دور ہوگئیں ؟ نہیں ' اور زیاده ہوگئیں - پہلے وہ صرف تنگ دستی کا شکار تھا ' اب وہ حکومت اور کلیسا کی دشمنی کا بھی شکار ہوگیا - جوں ھی اُس کی تصانیف سوشل کنٹریکٹ ' هلواز ' اور امیل نامی شائع ہوئیں ' حکومت اور کلیسا کے ایوانوں میں تہلکه مچ گیا - دونوں نے بیک وقت اُس پر یورش کردی ' اور انتقام لینے کیلیے اپنے تمام هتیار سنبھال لیے !

(مصائب و محن اور خاتمه)

" امیل " کے شائع ہوتے ھی ' ۹ جون سنه ۱۷۶۲ع میں حکومت فرانس نے روسو کی گرفتاری کا فرمان جاری کردیا - مجبوراً اُسے فرار ھی میں سلامتی نظر آئی - فرانس سے بھاگ کر جنیوا پہنچا مگر یہاں کی حکومت بھی اُس کے لیے فرانس سے بہتر ثابت نه ہوئی - اُس نے بھی اس کی گرفتاری ضروری سمجھی - یه حال دیکھکر اس نے هالینڈ کا رخ کیا - مگر هالینڈ بھی ایک ایسے شخص کے استقبال کے لیے طیار نه تھا - اُس نے بھی دار و رسن سے استقبال کرنا چاها - اب اس کے سوا چاره نه تھا که اٹلی میں پناه لے - وہ اٹلی پہنچا - مگر اٹلی پوپ کا پایۂ تخت تھا - وہ اِس کے پہنچنے سے پہلے ھی اس کے کفر و انکار پر گرفتاری و قتل کا فتوی صادر کرچکا تھا - بے بس ہوکر وهاں سے بھی نکلا - اور انگلستان کی راه لی - اسے امید تھی که انگلستان کے ایک گوشه میں پناه حاصل کر سکیگا - لیکن افسوس هے که وہ بھی بے رحم نکلا - اب اُس کی مصیبت کا جام چھلک گیا تھا -

اب یورپ میں اُسے کہیں پناه نہیں مل سکتی تھی - جہاں چھپتا تھا - وهیں دشمن کا هاتھه دراز هوجاتا تھا : ضاقت علیهم الارض بما رحبت و ضاقت علیهم انفسهم کے عالم میں مبتلا تھا - ابھی یه مصیبت بڑھتی ھی جاتی تھی که ایک دوسری مصیبت بھی شروع ہوگئی - یعنی طرح طرح کے جسمانی امراض و آلام نے آگھیرا - آخر اِسی حالت میں ' که دنیا اپنی ساری وسعت کے ساتھه اُس پر تنگ ہوچکی تھی ' سنه ۱۷۷۸ ع میں انتقال کیا ' اور گوشۂ قبر میں پناه لی !

اِن مصائب نے روسو کے دل و دماغ پر کیا اثر ڈالا ؟ کیا وہ اِن سے مرعوب ہوگیا تھا ؟ کیا اپنے عقائد و افکار سے دست بردار ہوگیا تھا ؟ کیا اُسنے اپنے بے پناه دشمن کے سامنے هتیار ڈالدیے تھے ؟

اگر وہ ایسا کرتا تو یقیناً عیش کی زندگی بسر کرتا - مگر صرف زندگی ھی بسر کرتا - زندگی کی عظمت حاصل نه کر سکتا - اپنی موت کے ساتھه ھی مر جاتا - اُسکی ساری عظمت ' اُسکی دماغی قابلیتوں سے زیاده ' اُسکے دل کی مضبوطی میں هے - بلا شبه وہ اپنا جسم کونے کونے میں چھپاتا پھرا ' مگر اُسکا قلم بے پناه شمشیر بنکر همیشه دشمن کا قلع قمع کرتا رها - اُسکی بلیغ ترین کتابیں ' اِسی

ہی عہد مصائب کی یادگار ہیں - انمیں سب سے بلند درجہ اسکے مکالمات " اور " اعترافات " کو حاصل ہے - ان سے بھی بڑھکر اسکی تحریریں ہیں ' جو اسنے پیرس کے اسقف (لاٹ پادری) اور جنیوا حکومت کے جواب میں لکھی تھیں -

(روسو اور کلیسا کا معرکہ)

اس جنگ میں کون فتحمند رہا : روسو یا اسکے دشمن ؟

اسکا جواب مدت ہوئی خود زمانہ دے چکا ہے ! زندگی میں سکے لیے دنیا چار بالشت زمین کا گوشہ بھی مہیا نہ کر سکی ' . اسکے مرنے کے بعد یورپ کا تمام بر اعظم اپنے ذہن و فکر کا صرف یک ہی حکمراں رکھتا تھا ' اور وہ یہی معتوب عالم " روسو " تھا !

لیکن آج ہمیں روسو کی زندگی پر تبصرہ کرنا نہیں ہے - روسو زندگی پر تبصرہ رسائل کے مقالات میں نہیں ' ضخیم کتابوں میں ہو سکتا ہے - آج ہم صرف اسکی فکری اور قلمی معرکہ آرائیوں میں سے ایک خاص معرکہ دکھانا چاہتے ہیں - یہی اسکے قلم کے معرکے ہیں جو تھوڑے عرصے کے اندر انقلاب فرانس کے خونیں معرکوں کی شکل میں مبدل ہوگئے - یہ معرکہ اس میں اور پیرس کے اسقف کے درمیان واقع ہوا تھا - بلکہ یوں کہنا چاہیے ' علم و عقل کے نئے ظہور اور مسیحی کلیسا کے قدیم جہل و جمود میں ہوا تھا - ہم اختصار پر مجبور ہیں -

(اسقف کا بیان)

اسقف نے اپنا بیان اس افسوس کے ساتھ شروع کیا ہے کہ فرانس میں کفر اور الحاد پھیلتا جاتا ہے - پھر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ صورت حال ' قرب قیامت کی علامت ہے جیسا کہ پولس رسول نے پیشین گوئی کی ہے - پھر اس مقدس مگر ہولناک تمہید کے بعد وہ روسو پر پے در پے حملے شروع کر دیتا ہے :

" یہی وہ الحاد ہے جسے ایک شخص (یعنی روسو) نے اپنی کتاب " امیل " Emilius میں پیش کیا ہے - اس شخص نے گناہ میں نشو و نما پائی ہے - یہ ایک ایسی زبان بولتا ہے جو فلاسفہ کی زبان ہے - مگر وہ خود فلسفہ سے تہی دست ہے - یہ ایک ایسا ذہن ہے جس میں معلومات بے ترتیبی سے ٹھونس دیے گئے ہیں - مگر وہ ہنوز تاریک ہے ' اور صرف اپنی تاریکی ہی پر قانع نہیں ہے بلکہ دوسرے دلوں میں بھی تاریکی اتار رہا ہے - یہ ایک ایسی طبیعت ہے جو عجیب و غریب افکار کی دلدادہ اور مجہول راستوں کی شیفتہ ہے - اس میں اخلاق کا افلاس اور فکر کی ثروت ' دونوں بیک وقت جمع ہوگئی ہیں - ایک طرف اسے متقدمین کے اصول سے شغف ہے ' دوسری طرف عقلی بدعتوں کی ایجاد کا جنون ہے - وہ خلوت پسند بھی ہے اور شہرت پسند بھی - علم کی محبت کا بھی دعوی رکھتا ہے اور علم کی عداوت کا بھی علم اٹھائے ہے - انجیل کے کمال کا بھی اعتراف کرتا ہے اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی بھی کوشش کرتا ہے - فضیلت کی ایسی خوبصورت تصویریں اتارتا ہے کہ بے اختیار تحسین و آفرین کا نعرہ بلند ہو جاتا ہے - مگر پھر فوراً ہی فسق و فجور کے پھاوڑوں سے اپنی بنائی ہوئی شاندار عمارت گرا بھی دیتا ہے - یہ نوع انسانی کا معلم بنکر سامنے آیا ہے ' مگر الحاد اور گمراہی کے سوا کچھ نہیں رکھتا - یہ ضلالت کا امام ہے - فساد کا مرشد ہے - شیطان کا پیام بر ہے - تاریکی کا رہبر ہے - اور اس سے بھی کچھ زیادہ ہے - وہ اپنی کتاب میں انسان کو حیوان کے درجہ میں رکھتا ہے - ایک اور رسالہ میں نفس پرستی کی تبلیغ کرتا ہے - پھر تربیت کی کتاب لکھتا ہے - مگر سراسر الحاد کی دعوت دیتا ہے ! "

آگے چلکر اسقف نے روسو کی کتاب " تربیت " پر اعتراض کیے ہیں اور اس پر زور دیا ہے کہ یہ " دعوت الحاد " ہے - یہ کتاب آج ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے - اسمیں جس " الحاد " کی دعوت دی گئی ہے وہ صرف یہ ہے ' کہ وہ کہتا ہے : " بچہ کی دماغی تربیت و تعلیم ایسی ہونی چاہیے کہ وہ خود اس قابل ہوجاے کہ دین حق کی معرفت پیدا کرسکے ' اور اسے تقلید و رسوم کی بنا پر نہیں بلکہ فہم و بصیرت کے ساتھ منتخب کرے - ہمیں اس بات سے احتراز کرنا چاہیے کہ اسے کوئی ایسی دماغی جکڑ بندی کی تعلیم دیں جس سے اس میں دماغی بصیرت اور مجتہدانہ فکر کی قوت پیدا نہ ہوسکے اور دل و دماغ کسی جابرانہ تاثیر سے منفعل ہو جائیں - ہمیں اس سے بھی احتراز کرنا چاہیے کہ اسکے دماغ میں کوئی ایسی بات اتاردیں ' جسے وہ خود اپنی عقل سے معلوم نہیں کر سکتا "

اس پر اسقف نے اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے : " ہمیں اس نظریہ پر کوئی اعتراض نہیں ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ کیا بچہ کو گمراہ ہو جانے کیلیے چھوڑ دینا چاہیے ؟ اگر ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے ہمیشہ فطرۃ کی سچی راہ پر رکھنا چاہیے ' تو وہ سچا طریقہ کیا ہے ؟ کتاب تربیت کا مولف بند بند لفظوں میں الحاد کی طرف دعوت دیتا ہے - لیکن ہم فطرت کے سچے طریقے یعنی مسیحیت کو پیش کرتے ہیں - درحقیقت دین مسیحی فطرتی دین ہے - فطرت ہمیشہ اسی کی طرف رہنمائی کرتی ہے - عقل انسانی بجز انجیل کے راستہ کے کوئی دوسری راہ قبول ہی نہیں کر سکتی - یہ اس لیے کہ انجیل کا دین ' فطرت اور عقل کا دین ہے ! "

روسو اسقف کی تمام تشریحات برداشت کر لے سکتا تھا ' لیکن یقیناً اس بات کی برداشت اسکی طاقت سے باہر ہوگی کہ " مسیحیت فطرۃ کی سچائی ہے " اور وہ " فطرۃ اور عقل کے دین کی طرف رہنمائی کرتی ہے " یاد رکھنا چاہیے کہ یہ پرجوش اسقف اور اسکے تمام ہم مشرب جس " مسیحیت " اور " انجیل " پر عامل تھے اور اسکی دعوت دے رہے تھے ' وہ " کلیسا " اور " پوپ " کی " مسیحیت " تھی - نہ کہ مسیحیت کی پہلے عہد کی سادہ اور بے میل مسیحیت - امریکن مصنف ڈریپر کے لفظوں میں " اٹھارویں صدی کے تمام اجتماعی انقلابات غیر ضروری ہو جاتے ' اگر کلیسا اور پوپ کی نمایندگی کی جگہ مسیحیت اور مذہب کی کوئی دوسری نمایندگی وجود میں آ سکتی "

در اصل ازمنۂ وسطی سے مسیحیت کا جو جہل پرور اور مستبد مزاج پیدا ہوگیا تھا ' اسکا قدرتی رد فعل والٹیر اور روسو کا انکار اور کفر تھا !

اسکے بعد اسقف کہتا ہے " اگر دین مسیحی ہی وہ سچا طریقہ ہے جسکے سوا فطرت انسانی کوئی دوسری راہ تصور ہی نہیں کرسکتی - تو پھر روسو کا دینی تعلیم و تربیت پر نکتہ چینی کرنا بجز اسکے کوئی معنی نہیں رکھتا کہ وہ مخلوق کو ہدایت سے ہٹا کر ضلالت کی طرف بلا رہا ہے ! "

روسو نے کہا تھا " ہر بچہ جو اپنے بچپنے میں خدا پر ایمان رکھتا ہے ' ایک طرح کا بت پرست ہے ' اور خدا کو انسان کی

صورت میں یقین کرتا ہے - عقل انسانی اِس عمر میں ' خدا کا منـزه اور مطلق تصور کر هي نہیں سکتي !"

اسقف کا اِس پر اعتراض یہ ہے "اگر بچہ بت‌پرست ہوتا تو کئي خداؤں کا قائل ہوتا - اگر اسکے تفکر میں تجسم ہوتا (یعني خدا کو انسان کي صورت دیتا) تو پروردگار کا جسم بتاتا - حالانکہ مسیحي بچوں کا کبھي ایسا اعتقاد نہیں ہوتا - وہ صحیح معنوں میں موحد ہوتے ہیں - مولف (روسو) نے یہ کہکر در اصل مسیحیت کو بت پرستي قرار دیا ہے !"

روسو نے لکھا تھا "میں جانتا ہوں کہ نظام عالم کو ایک قادر رحکیم ارادہ چلا رہا ہے - میں یہ دیکھتا یا محسوس کرتا ہوں ' اور اسکي معرفت میري زندگي کیلیے ضروري ہے - لیکن یہ عالم کب سے اور کس طرح ہے ؟ اشیاء کي اصل ایک ہے یا متعدد ہیں ؟ انکي طبیعت کیا ہے ؟ یہ میں نہیں جانتا ' رر نہ مجھے جاننے کي ضرورت ہے ... یہي باعث ہے کہ میں یہ حقیر مسائل نظر انداز کر جاتا ہوں - ممکن ہے یہ میري عقل کو مشغول کر لیں ' مگر مجھے کوئي فائدہ نہیں پہنچا سکتے - پھر یہ مسائل میري عقل سے بالا تر بھي ہیں ..."

اِس پر اسقف اعتراض کرتا ہے " بے باک مصنف کا اِس قول سے کیا مقصود ہے ؟ وہ جانتا ہے کہ کائنات کا نظام ایک قادر رحکیم ارادہ کے ماتحت ہے - وہ اعتراف کرتا ہے کہ اِس حقیقت کا علم اسکے لیے ضروري ہے - لیکن باوجود اِسکے کہتا ہے ' نہیں معلوم اشیاء کي اصل ایک ہے یا ایک سے زیادہ ہے ؟ پھر دعوی کرتا ہے کہ مجھے اِس نقطہ کے معلوم کرنے کي کوئي ضرورت نہیں - مصنف ' دراصل خدا کي وحدانیت پر شک رکھتا ہے - اِس علم کے بعد کہ کائنات ایک قادر رحکیم ارادہ کے تصرف و اختیار میں ہے ' کیا یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اشیاء کي اصل ایک ہے یا کئي ہیں ؟ کیا یہ ممکن ہے کہ پہلي حقیقت کا علم ضروري ہو اور دوسري کي معرفت غیر ضروري قرار پائے ؟ کیا یہ صریح تناقض اور الحاد نہیں ہے ؟ وہ کہتا ہے میں خدا کي طبیعت و حقیقت سے باخبر ہوں ' لیکن ساتھہ هي یہ دعوی بھي کرتا ہے کہ یہ موجود حقیقي ' علم ' قدرت ' ارادہ ' اور حکمت رکھتا ہے ! اس سے تو معلوم ہوا کہ وحدانیت اسکے خیال میں ایک " حقیر سا مسئلہ " ہے ' اور کسي طرح بھي اسکي عقل میں نہیں آ سکتا - لیکن معلوم ہوتا ہے متعدد خداؤں کا تصور اسکي عقل کے نزدیک معقول ہے - بھلا اِس حماقت سے بڑھ کر بھي کوئي حماقت ہو سکتي ہے ؟"

روسو معجزات کو اس معني میں تسلیم نہیں کرتا کہ وہ خارق عادت ہیں - معجزات کو انکار کرتے ہوئے اُسنے لکھا ہے " یا للعجب ! همیشہ آدمیوں هي کي گواهي ! آدمي ' اپنے هي جیسے آدمیوں سے سنتے ہیں اور دوسرے آدمیوں کو سناتے ہیں ! میرے اور خدا کے درمیان آدمیوں کے کتنے آدمیوں کے واسطے قائم ہوگئے ہیں !"

اِس پر اسقف لکھتا ہے " اگر آدمیوں کي گواهي معتبر نہیں ہے تو پھر هم پوچھتے ہیں مولف نے اسپارٹا ' ایتھنز ' اور روم کو کیونکر جانا جنکي عظمت کا وہ همیشہ راگ گایا کرتا ہے ؟ اِن قدیم جمہوریتوں اور مولف کے مابین آدمیوں کے کتنے بہت سے واسطے موجود ہیں ؟ وہ اِن واسطوں پر شک نہیں کرتا - لیکن مسیحي معجزات کي روایت میں وہ کوئي واسطہ منظور کرنا نہیں چاهتا - در اصل اُسکے اعتراض کي اصلي علت ' الحاد ہے - وہ خدا هي کو نہیں مانتا !"

عالم شرق و اسلام

مکتوب شام

(الهلال کے مقالہ نگار مقیم دمشق کے قلم سے)

دروزي جہاد آزادي کا خاتمہ

میں یہ مکتوب اِس حال میں لکھہ رہا ہوں کہ هاتھہ میں رعشہ ہے ' آنکھوں میں آنسو ہیں ' دل میں حسرت و الم ہے - میں هي نہیں ' اِس وقت شام میں کون ہے جو خون کے آنسو نہیں رو رہا ہے ؟ دمشق کے آسمان پر اندھیرا چھا گیا ہے - اور شام کے مرغزار مایوسي کي خزاں سے مرجھا گئے ہیں - اسلیے کہ آزادي کي امیدیں ملتوي ہوگئیں - تین سال ہوئے شام کے ابطال وطن نے آزادي کا علم بلند کیا تھا - آج وہ علم گر گیا ہے - اِس لیے پورا ملک اور اُسکي قومي غیرت ' سر نگوں ہے !

ملک شام خصوصاً دمشق نے اپني سرزمین پر تاریخ کے عظیم ترین واقعات مشاهدہ کیے ہیں - دروز کا جہاد آزادي بھي ایک ایسا هي عظیم واقعہ ہے - مشرق کي تاریخ میں همیشہ یہ زریں حروف میں ثبت رہے گا - جبل دروز ' جو اِس جہاد کا مرکز تھا ' صرف پچاس ساٹھہ هزار کي آبادي رکھتا ہے - یہي آبادي ' دروزیوں کي مرکزي آبادي ہے - اور یہي دروز هیں جنہوں نے فرانس جیسي عظیم الشان سلطنت کے قدم ' شام سے اُکھاڑ دیے تھے ! ابتدائي

اسقف کا بیان بہت طویل ہے - اِس مضمون میں اُسکا پورا خلاصہ بھي ممکن نہیں - لیکن اُسکا آخري اعتراض ضرور نقل کر دینا چاهیے - روسو نے بادشاهوں کے وجود پر سختي سے حملہ کیا ہے - اُسقف اسکے جواب میں لکھتا ہے :

" یہ بھي مولف کا الحاد هي ہے جس سے متأثر ہوکر وہ بادشاهوں کے وجود پر نکتہ چیني کرتا ہے - بادشاهوں کو برباد کرکے وہ ایسے قواعد جاري کرنا چاهتا ہے ' جنکا نتیجہ بجز بد امني اور طوائف الملوکي کے اور کچھہ نہیں ہوگا - مصنف کے مذهب اور دین حق میں کتنا تضاد ہے ؟ مصنف بد اخلاقي اور بد امني کي تعلیم دیتا ہے - لیکن دین حق خشیت الہي اور بادشاہ کي اطاعت کا حکم دیتا ہے - دین کا حکم یہ ہے کہ هر آدمي اپنے آقا کي فرمانبرداري کرے - دین کہتا ہے بادشاهي ' خدا کي قوت ہے - اُسکا پاک سایہ ہے - اور اُسي کے زمین پر نازل کي ہے - جو اِس کا مخالف ہے ' وہ خود خدا کا باغي ہے - اُس پر خدا کي ابدي لعنت ہو !"

اس طرح اُسقف نے اپنا رسالہ قرب قیامت کي هولناکي سے شروع کرکے " ابدي لعنت " کي پیشکش پر ختم کر دیا ہے !

یہ روسو کے سب سے بڑے کلیسائي مناظر کا حملہ تھا - اب دیکھنا چاهیے ' روسو نے اسکا دفاع کیونکر کیا ہے ؟ روسو کے سخت سے سخت نکتہ چیں بھي تسلیم کرتے ہیں کہ اُسکا جواب اُسکي مناظرانہ قوت بیانیہ کا بے نظیر ثبوت تھا -

هم آیندہ اشاعت میں اسکا خلاصہ درج کرینگے -

معرکوں کے بعد اُنکی ہیبت فرانسیسی فوجوں پر اِس قدر بیٹھ گئی تھی کہ اُنکا نام سنتے ہی میدان سے بھاگ جاتی تھیں - پچھلے دو سال برابر دروزیوں کا پلہ بھاری رہا ؛ واقعات ثابت کر رہے تھے کہ فرانس کو بہت جلد سرجھکانا پڑیگا - بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دو مرتبہ فرانس نے اندر ہی اندر سر جھکا دینے کا فیصلہ بھی کر لیا تھا -

مگر افسوس ' نتیجہ بالکل برخلاف نکلا - فرانس نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ایسے موقعہ پر ہمیشہ طاقتور حریف اختیار کیا کرتا ہے - اُس نے جنگ کو طول دینا شروع کر دیا - یہ طوالت بے سر و سامان دروزیوں کیلیے نا قابل تحمل تھی - وہ دنیا کی اول درجہ کی سلطنت کے مقابلہ میں تنہا تھے - خود انکے وطن کی دوسری جماعتیں بھی انکے ساتھ شریک نہ تھیں - جنگ نے زراعت ' تجارت ' اور ہر طرح کے وسائل معیشت سے انہیں محروم کر دیا تھا - بہت دنوں تک جمے رہے - لیکن آخر کب تک قدرتی موانع سے جنگ کرتے ؟ بے بس ہوکر ترک جنگ پر آمادہ ہوگئے - اب پورا ملک پھر فرانس کے رحم پر ہے ' اُسوقت تک کیلیے ' کہ مجاہدین وطن تازہ دم ہوکر کوئی دوسرا قدم اُٹھا سکیں -

یہ واقعہ تمام مشرق کیلیے ایک نیا تازیانۂ عبرت ہے - اِسنے ایک مرتبہ پھر یہ حقیقت ظاہر کردی کہ تمام دول یورپ کس طرح مشرق کے غلام بنانے اور غلام رکھنے پر متفق ہوگئی ہیں - اُنمیں باہم کتنی ہی منافست و رقابت کیوں نہ ہو ' مگر مشرقی قوموں کا سر کچلنے میں وہ اپنی تمام رقابتیں بھول جاتی ہیں - اِتنا ہی نہیں بلکہ ایک دوسری کی امداد و اعانت پر بھی آمادہ ہو جاتی ہیں - شامی جہاد آزادی ' اِس کی تازہ مثال ہے - جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ فرانس نہیں ہے جسنے آج وطن پرستاران شام کو نیچا دکھایا ہے - بلکہ وہ برطانیا ہے جسکی اخلاقی و مادی امداد و اعانت نے فرانس کو فتحمند کیا ہے - فرانس تو اپنا پورا زور لگا کر تھک چکا تھا - وہ پایۂ تخت دمشق کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا تھا - روز دروز آتے تھے اور پوری آزادی سے دمشق کی سڑکوں پر حملے کرتے تھے - حالانکہ یہاں فرانس کا جنگی مرکز قائم تھا - لیکن یہ اُس وقت کی بات ہے ' جب فرانس اِس جہاد کے مقابلہ میں اکیلا تھا - برطانیا کی اعانت اُسے حاصل نہ تھی - یہ واقعہ ہے کہ اُس نے گھبرا کر دو مرتبہ ارادہ کرلیا تھا کہ شامیوں کے مطالبات منظور کرلے ' اور اپنے ظالمانہ مطامع سے باز آجاے -

برطانیہ اِس معاملہ میں کیونکر شریک ہوا ؟ مختصر تفصیل اِس کی یہ ہے کہ جب دروزیوں کو فرانس کے مقابلہ میں نمایاں کامیابیاں ہونے لگیں تو فلسطین ' شرق اردن ' اور عراق میں بھی اس کی صداے بازگشت بلند ہونے لگی - شرق اردن کے تیور سب سے زیادہ خراب تھے - بلکہ جابجا شورش بھی شروع ہوگئی تھی - برطانیا نے دیکھا کہ اگر اس علاقہ میں آگ لگ گئی تو فلسطین اور عراق تک اس کے شرارے پہنچ جائینگے ' اور پوری عربی قوم میں حریت طلبی کی نئی سرگرمی پیدا ہو جائیگی - برطانیا نے خیال کیا ' یہ تمام بے چینی صرف اِس وجہ سے ہے کہ دروزیوں کی کامیابیوں نے عربوں کے دل بڑھا دیے ہیں اور فرانس کی پیہم شکستوں سے خود برطانیا کا رعب و داب بھی بے اثر ہوتا جاتا ہے - وہ فرانس کی پیٹ ٹھونکنے کیلیے طیار ہوگئی - فلسطین کے برطانوی حکام نے علانیہ فرانس کی طرف امداد کا ہاتھ بڑھایا ' اور اپنی جنگی قوت سے دروزیوں پر دباؤ ڈالنے لگے -

بد قسمتی سے جغرافیائی اور جنگی حالات نے دروزیوں کو شرق اردن کا سخت محتاج بنا دیا تھا - اُن پر تمام دروازے بند تھے - صرف شرق اردن کا دروازہ کھلا تھا - یہیں وہ پناہ لیتے تھے - یہیں تازہ دم ہوتے تھے - اور اسی راستہ سے انہیں باہر کی مدد بھی مل جاتی تھی - برطانیا کے مخالف ہوتے ہی یہ دروازہ بھی اُنپر بند ہوگیا - اِتنا ہی نہیں بلکہ انہیں سرحدوں پر پریشان بھی کیا جانے لگا - اب دروزیوں کو دو سلطنتوں سے بہ یک وقت مقابلہ کرنا پڑا : فرانس اور برطانیا - یہ بھی انہوں نے کیا - اور پورے بارہ مہینے تک میدان میں جمے رہے - مگر کبتک جمے رہتے ؟ سامان جنگ ختم ہو گیا - رسد بند ہو گئی - اب بجز بیٹھ جانے کے کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہا تھا - چنانچہ اِس ہفتہ بے بس ہوکر بیٹھ جانے کا فیصلہ کرلینا پڑا ! انا للہ و انا الیہ راجعون !

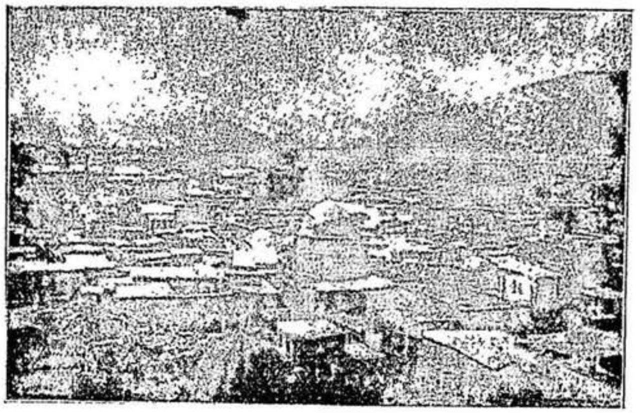

شام کے پایۂ تخت دمشق کا ایک منظر عام

یقیناً تاریخ عرب و اسلام شریف حسین اور اُسکے بیٹوں کو کبھی معاف نہیں کریگی ' جنکی بدولت یہ تمام مصائب بلاد عربیہ پر نازل ہوے - شام ' فلسطین ' شرق اردن ' عراق ' یہ تمام ممالک برطانیا اور فرانس کے قبضہ میں صرف اِسی خاندان کی خیانت اور طمع سے گئے - اِس شامی جہاد آزادی کی ناکامی میں بھی شریف حسین کے منجھلے لڑکے امیر عبداللہ کا بہت بڑا حصہ ہے - یہ بے حمیت برطانیا کے ٹکڑوں پر شرق اردن میں پڑا ہے - اور برطانی ملک گیری کی بنیادیں اپنی عزت فروشی سے مضبوط کر رہا ہے - اس نے دروز سے بڑی ہی بے دردی اور بے حمیتی کا سلوک کیا - وہ جب پناہ کی امیدیں لیکر اسکی سر زمین میں پہنچے ' تو اس نے انہیں فوراً نکل جانے کا حکم دیا - اُنہوں نے پہاڑوں اور ریگستانوں میں جاکر پناہ لی - مگر اسنے وہاں بھی اُنکا تعاقب کیا ' اور ایک ایک کرکے سب کو فرانس کے حوالہ کر دیا !

اُنکی سب سے آخری جماعت ' علاقۂ ازرق میں پناہ گزیں تھی - اِسکی تعداد دو ہزار تھی - امیر عبداللہ کو معلوم ہوا تو اُسنے وہاں ایک طاقتور فوج بھیجدی - جنگی قانون کا اعلان کردیا ' اور انہیں مجبور کردیا کہ اپنے آپ کو فرانس کے حوالہ کردیں - چنانچہ تمام لوگوں نے مجبور ہوکر اپنے تئیں فرانس کے حوالہ کر دیا - حوالہ کرنے والوں میں خود خاندان اطرش کے لوگ بھی ہیں - مثلاً متعب بک اطرش ' علی بک اطرش ' عبدالغفار اطرش وغیرہم -

(سلطان پاشا اطرش)

لیکن جهاد آزادي کے علم بردار سلطان پاشا اطرش نے هتیار ڈالنے سے انکار کر دیا - دمشق میں اُنکے بعض دوستوں کے پاس میں نے اُنکا ایک تار پڑھا هے - اُسمیں وہ لکھتے هیں :

" میں نے هتیار رکھنے سے انکار کر دیا هے - کیونکه مرد هتیار نہیں رکھا کرتے - میں صحراء کي طرف اپنے خاندان کے ساتھه جا رها هوں کیونکه برطاني حکام اور امیر عبدالله نے مجھے علاقهٔ ازرق میں رهنے نهیں دیا ! "

مجھے معتبر ذرایع سے معلوم هوا سے که انگریزوں نے سلطان پاشا اطرش سے کہا تھا که " فلسطین چلے آئیں ' هم امن دینگے " اِس سے اُنکي غرض یه تهي که فرانس پر دباؤ رکھنے اور اپني مطلب براریوں کے لیے اُنھیں نظر بند کرکے رکھه چھوڑیں - مگر سلطان پاشا نے انکار کر دیا :

" میں نے قسم کھائي هے که کسي ایسے ملک میں هرگز نهیں رهونگا جس پر اجنبي علم لهراتا هو ! "

یه اُنکا قطعي جواب تها !

پهر آخر سلطان پاشا کهاں پناه لینگے ؟ یه سوال تها جو برطاني ' فرانسیسي ' اور عربي حلقوں میں گشت لگا رها تها - مگر اسکا جواب بہت جلد مل گیا اور ایسا ملا که سب کو حیرت هوگئي - لوگوں کو اچانک معلوم هوا که سلطان پاشا اطرش اور اُنکے ۴۵ رفیق ' سلطان ابن سعود کے مهمان هوکر حجاز جا رهے هیں ' اور پانچ سو سے زیاده دروزي جو ابتک مسلح هیں اور هتیار نه رکھنے کا فیصله کر چکے هیں ' وه بهي عنقریب اسي طرف روانه هونے والے هیں -

لوگوں کو حیرت اِس وجه سے هوئي که نجدي از حد متعصب مشهور هیں - اس صورت میں وه دروزیوں کے سردار کا کیونکر استقبال کرسکتے هیں جو اسلام کے تمام فرقوں میں سب سے زیاده عام اسلامي رسوم و عوائد سے دور هیں ؟ لیکن واقعه یه هے که سلطان ابن سعود نے ایک مرتبه پهر اپني اور اپني قوم کي بے تعصبي اور عربي حمیت کا ثبوت دنیا کے سامنے پیش کردیا - اُنهوں نے جونهي سنا که دروزي مجاهدین پر عرصهٔ زمین تنگ هے ' فوراً دعوت دي اور اپنے جوار حمایت میں پناه دینے کا اعلان کردیا - اُن کے طرز عمل نے صرف یهي ثابت نهیں کردیا که وه اپنے عقائد میں حد درجه بے تعصب هیں ' حتیٰ که دروز جیسے عقائد رکھنے والوں کو بهي اپنا مهمان بنالیتے هیں ' بلکه یه بهي ثابت کردیا که وه فرانس اور برطانیا ' دونوں سے بے خوف هیں اور اداء فرض اسلامي و عربي کي راه میں ان کي کوئي پروا نهیں کرتے - میں یه بات بهي آپ کے علم میں لانی چاهتا هوں که مجاهدین شام اور سلطان ابن سعود کے درمیان راه و رسم پیدا کرنے کے لیے بعض هندوستاني زعماء نے جو سعي مشکور کي تهي ' اس کا یهاں هر شخص کو اعتراف هے - یقیناً آپ کے لیے اس کي ضرورت نه هوگي که مزید تشریح کي جائے -

سب سے زیاده تعجب لوگوں کو اِس پر هوا که سلطان پاشا اطرش ' دومة الجندل میں قیام کریں گے - " دومة الجندل " کے لفظ میں عربي تاریخ و روایت کے جو جذبات پوشیده هیں ' ان سے آپ بے خبر نه هونگے - جغرافیائي حیثیت سے اس مقام کي جو اهمیت هے ' وه بهي آپسے پوشیده نه هوگي - یه وهي مقام هے جسے آج کل " جوف " کہتے هیں - یه نجد ' حجاز ' اور شرق اردن کي سرحدوں پر واقع هے ' اور جنگي نقطهٔ نظر سے تینوں ملکوں کے لیے اهم ترین مقام هے - سلطان پاشا کا یهاں قیام یه معني رکھتا هے که وه شام کي سیاست سے بالکل الگ نهیں هوگئے هیں ' اور اُن کے دلوں کي امیدیں اب تک زندگي کي آرزوئیں رکھتي هیں !

(امن کے مظاهرے)

دروزیوں کے هتیار رکھدینے کے بعد هي هر طرف حکومت نے امن کے مظاهرے کرنا شروع کردیے هیں - دمشق کے اندر جتنے مورچے اور جنگي چوکیاں تهیں ' سب اٹھا لي گئي هیں - فوجي قانون کي عدالت بهي اٹھه گئي هے - جنگي قوانین بهي امروز فردا میں اٹھا دیے جائینگے - حکومت کي طرف سے کئي نئي سڑکیں جاري کرنے کا اعلان هوا هے - کئي نئي عمارتوں کي تعمیر بهي شروع هوگئي هے - اِن تمام باتوں سے حکومت کا مقصد یه دکھلانا هے که اب ملک حالت امن میں هے ' اور اُس کي قوت تمام مخالفوں پر غالب آگئي هے -

هاں ' ان کے جسموں پر تو غالب آگئي هے ' لیکن دلوں پر جو زخم لگ چکے هیں ' وه ایسے نهیں هیں جو صدیوں سے پہلے مندمل هو سکیں !

(هائي کمشنر کي مهر سکوت)

اب تک هائي کمشنر موسیو پونسو ' بالکل خاموش تهے ' اور اپنا اندازکچھه اس طرح کا بنا رکھا تها ' گویا وه ملک کو کچھه دینے اور اُس کے مطالبات منظور کرنے والے هیں - مگر دروزیوں کے هتیار رکھتے هي اُن کي مهر سکوت بهي ٹوٹ گئي - اُنهوں نے ایک اخبار کے نامه نگار سے شام کے مستقبل کے متعلق یه عجیب تصریح کي هے :

" اخبارات مجھے ملامت کر رهے هیں که میں خاموش هوں - مجھسے بولنے کا اصرار کیوں هے ؟ کیا یه چاها جاتا هے که میں کوئي ایسا وعده کرلوں جسے بعد میں پورا نه کروں ؟ میں عمل پسند کرتا هوں - قول پسند نهیں کرتا "

اخبار کے نمائندے نے بہت اصرار سے پوچها " آخر شام کے مطالبات کب منظور کیے جائنگے ؟ کچھه تو کہیے ؟ " هائي کمشنر نے جواب دیا " آپ مجھسے یه خواهش کیوں کرتے هیں که دو دن کے اندر آسمان طیار کردوں ؟ "

همیں اس جواب کي معقولیت سے انکار نهیں - دو دن کے اندر موسیو پونسو کا آسمان جبهي بن سکتا هے ' جب بنانے والے نوک شمشیر سے بنا ڈالنے کا عزم کرلیں - اگر ایسا نهیں هے تو یقیناً دو صدیاں بهي اس کے لیے کافي نهیں - شام نے مجبور هوکر تلوار اٹهائي اور اپنا آسمان سیاست تعمیر کرنا شروع کردیا ' مگر افسوس هے که یه مرحله پہلے قدم میں طے هونے والا نه تها - ان کي شمشیریں جن سے وه آلهٔ تعمیر کا کام لے رهے تهے ' ٹوٹ گئیں - اب دنیا کو انتظار کرنا چاهیے که یه ٹوٹي هوئي شمشیریں پهر ڈهالي جائیں ' اور از سر نو شام کي قسمت کا آسمان تعمیر کیا جا سکے !

نهیں کہا جاسکتا یه وقت کب آئیگا ؟ مگر یقین رکھیے اِس وقت کي آمد میں همیں کوئي شک نهیں هے - اگر شام کي تمام آبادي سے قطع نظر بهي کرلي جائے ' جب بهي صرف دروزي قبائل هي کا گروه ایک ایسا گروه هے جو اس طرح کي هزار نا کامیابیوں اور بربادیوں کے بعد بهي جنگ آزادي سے باز نهیں آسکتا - آج وه تهک کر بیٹھه گئے هیں ' تو کسي دوسرے دن اُٹھه بهي سکتے هیں - اس سفر میں وقفهٔ و سکون کے بغیر چاره نهیں - یه ضروري هے که جونهي اُنهیں دوسرا موقعه ملا ان میں سے هر متنفس کا سر اُس کي هتیلیوں پر آ جائیگا - اور وه پهر دنیا کو اپنے جهاد آزادي سے متعجب کردیں گے !

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

عمرو بن العاص

حضرت عمرو بن العاص (رض) کی شجاعت، تدبر، فتوحات سے تاریخ کے صفحات لبریز ہیں۔ مصر کی فتح سراسر انہی کے تدبر و قیادت کا نتیجہ تھی۔ خلافت اموی کے قیام میں انہی کی سیاست کارفرما تھی۔ اپنے عہد کی سیاست میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ مورخین نے اتفاق کیا ہے کہ عرب کی سیاست تین سروں میں جمع ہو گئی تھی: عمرو بن العاص، معاویہ بن ابی سفیان، زیاد بن ابیہ۔ اتفاق سے یہ تینوں سر ملکر ایک ہو گئے۔ انھوں نے سیاسی حکمت عملیوں سے اسلامی سیاست کا دھارا اس طرف پھیر دیا جدھر وہ پھیرنا چاہتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام اور خلافت راشدہ کے نظام کو صرف امیر معاویہ کی سیاست نے شکست نہیں دی تھی۔ اس میں سب سے زیادہ کارفرما دماغ عمرو بن العاص کا تھا۔

ایک ایسے سیاسی مدبر نے موت کا کس طرح خیر مقدم کیا تھا؟ ذیل کی سطروں میں اس کی تفصیل ملے گی:

ایک عجیب سوال

جب بیماری نے خطرناک صورت اختیار کرلی اور عرب کے اس دانشمند کو زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی، تو اُسنے اپنی فوج خاص کے افسر اور سپاہی طلب کئے۔

لیٹے لیٹے اُن سے سوال کیا "میں تمھارا کیسا ساتھی تھا؟"

"سبحان اللہ! آپ نہایت ہی مہربان آقا تھے۔ دل کھول کر دیتے تھے۔ ہمیں خوش رکھتے تھے۔ یہ کرتے تھے۔ وہ کرتے تھے..."

وہ بڑی سرگرمی اور جوش سے جواب دینے لگے۔

ابن عاص نے یہ سنکر سنجیدگی سے کہا "میں یہ سب کچھ صرف اس لئے کرتا تھا کہ تم مجھے موت سے بچاؤ گے کیونکہ تم سپاہی تھے اور میدان جنگ میں اپنے سردار کے لئے سپر تھے۔ لیکن یہ دیکھو، موت سامنے کھڑی ہے اور میرا کام تمام کر دینا چاہتی ہے۔ آگے بڑھو اور اُسے مجھ سے دور کر دو!"

سب ایک دوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگے۔ پریشان تھے، کیا جواب دیں؟

"اے ابو عبد اللہ!" دیر کے بعد اُنھوں نے کہا "واللہ ہم آپکی زبان سے ایسی نامعقول بات سننے کے ہرگز متوقع نہ تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ موت کے مقابلہ میں ہم آپکے کچھ بھی کام نہیں آسکتے"

انھوں نے آہ سرد بھری "واللہ میں یہ حقیقت خوب جانتا ہوں" اُنھوں نے حسرت سے کہا "واقعی تم مجھے موت سے ہرگز نہیں بچا سکتے۔ لیکن اے کاش! یہ بات پہلے سے سوچ لیتا! اے کاش میں نے تم میں سے کوئی ایک آدمی بھی اپنی حفاظت کے لئے نہ رکھا ہوتا۔ ابن ابی طالب (حضرت علی) کا بھلا ہو۔ کیا ہی خوب کہہ گیا ہے: آدمی کی سب سے بڑی محافظ خود اُس کی اپنی موت ہے!" (طبقات ابن سعد)

دیوار کی طرف منہ کرکے رونے لگے

راوی کہتا ہے ہم عمرو بن العاص کی عیادت کو حاضر ہوئے۔ وہ موت کی سختیوں میں مبتلا تھے۔ اچانک دیوار کی طرف منہ پھیر لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اُنکے بیٹے عبد اللہ نے کہا "آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا رسول اللہ آپ کو یہ یہ بشارتیں نہیں دے چکے ہیں؟" اُنھوں نے بشارتیں سنائیں۔ لیکن ابن عاص نے روتے ہوئے سر سے اشارہ کیا۔ پھر ہماری طرف منہ پھیرا اور کہنے لگے:

زندگی کے تین دور

"میرے پاس سب سے افضل دولت "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت ہے۔

"مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں:

"ایک وقت وہ تھا کہ رسول اللہ سے زیادہ میں کسی کی اپنے دل میں دشمنی نہیں رکھتا تھا۔ میری سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ کسی طرح قابو پاکر آپ کو قتل کر ڈالوں۔ اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو یقیناً جہنمی مرتا"

"پھر ایک وقت آیا جب خدا نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! ہاتھ بڑھایئے، میں بیعت کرتا ہوں۔ آپنے دست مبارک دراز کیا۔ مگر پھر میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ فرمایا "عمرو! تجھے کیا ہوا؟" میں نے کہا "ایک شرط چاہتا ہوں" فرمایا "کونسی شرط؟" میں نے عرض کیا "یہ شرط کہ میری بخشش ہوجائے" اسپر ارشاد ہوا "اے عمرو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہ مٹا دیتا ہے؟ ہجرت بھی مٹا دیتی ہے؟ حج بھی مٹا دیتا ہے؟" (یہ ابن العاص کی مشہور روایت ہے جسے شیخین نے بھی روایت کیا ہے)

"اُس وقت میں نے اپنا یہ حال دیکھا کہ نہ تو رسول اللہ سے زیادہ مجھے کوئی دوسرا انسان محبوب تھا، اور نہ رسول اللہ سے زیادہ کسی کی عزت میری نگاہ میں تھی۔ میں سچ کہتا ہوں، اگر کوئی مجھ سے آپ کا حلیہ پوچھے، تو میں بتا نہیں سکتا۔ کیونکہ انتہائی عظمت و ہیبت کی وجہ سے میں آپ کو نظر بھر کے دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ اگر اس حالت میں مرجاتا تو میرے جنتی ہونے کی پوری اُمید تھی!"

"پھر ایک زمانہ آیا جس میں ہمنے بہت سے اونچ نیچ کام کئے۔ میں نہیں جانتا اب میرا کیا حال ہوگا؟"

مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا

"جب میں مروں تو میرے ساتھ رونے والیاں نہ جائیں، نہ آگ جائے۔ دفن کے وقت مجھ پر مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا۔ میری قبر سے فارغ ہوکر اُسوقت تک مجھ سے قریب رہنا، جب تک جانور ذبح کرکے اُن کا گوشت تقسیم نہ ہوجائے۔ کیونکہ تمھاری موجودگی سے مجھے انس حاصل ہوگا پھر میں جان لوں گا کہ اپنے پروردگار کے قاصدوں کو کیا جواب دوں؟" (طبقات ابن سعد)

بگڑتا زیادہ ہوں، بنتا کم ہوں!

ہوش حواس آخر وقت تک قائم تھے۔ معاویہ بن خدیج عیادت کو گئے۔ تو دیکھا نزع کی حالت ہے۔ پوچھا کیا حال ہے؟ آپنے جواب دیا "پگھل رہا ہوں۔ بگڑتا زیادہ ہوں، بنتا کم ہوں۔ اس صورت میں بوڑھے کا بچنا کیونکر ممکن ہے؟" (عقد الفرید و ابن سعد)

حضرت ابن عباس سے سوال جواب

حضرت عبد اللہ بن عباس عیادت کو آئے۔ سلام کیا۔ طبیعت پوچھی۔ کہنے لگے "میں نے اپنی دنیا کم بنائی مگر اپنا دین زیادہ بگاڑ لیا۔ اگر میں نے اُسے بگاڑا ہوتا جسے سنوارا ہے، اور اُسے سنوارا ہوتا جسے بگاڑا، تو یقیناً بازی لیجاتا۔ اگر مجھے اختیار ملے تو ضرور اسکی آرزو کروں۔ اگر بھاگنے سے بچ سکوں تو ضرور بھاگ جاؤں۔ اس وقت تو میں منجنیق کی طرح آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہو رہا ہوں۔ نہ اپنے ہاتھوں کے زور سے اوپر چڑھ سکتا ہوں، نہ اپنے پیروں کی قوت سے نیچے اُتر سکتا ہوں۔ اے میرے بھتیجے! مجھ کوئی ایسی نصیحت کر جس سے فائدہ اُٹھاؤں"

ابن عباس نے جواب دیا "آہ! اے ابو عبد اللہ! اب نصیحت کا وقت کہاں؟ آپ کا بھتیجا تو خود بوڑھا ہو کر آپ کا بھائی بن گیا ہے۔ اگر آپ رونے کے لئے کہیں تو میں رونے کو حاضر ہوں۔ جو مقیم ہے وہ سفر کا کیونکر یقین کر سکتا ہے؟"

عمرو بن العاص یہ جواب سنکر بہت افسردہ ہوئے اور کہنے لگے "اُف! کیسی سخت گھڑی ہے! کچھ اوپر اسّی برس کا سن! اے ابن عباس تو مجھے پروردگار کی رحمت سے مایوس کرتا ہے؟ الٰہی! یہ ابن عباس ہے جو مجھے تیری رحمت سے ناامید کر رہا ہے! الٰہی! مجھے خوب تکلیف دے، یہاں تک کہ تیرا غصہ دور ہوجائے اور تیری رضامندی لوٹ آئے"!

ابن عباس نے کہا "ہیہات! ابو عبد اللہ! آپنے جو چیز لی تھی وہ تو نئی تھی اور اب دے رہے ہیں وہ چیز جو پُرانی ہے! یہ کیسے ممکن ہے؟"

اسپر وہ آزردہ خاطر ہوگئے: "ابن عباس! مجھے کیوں پریشان کرتا ہے؟ جو بات کہتا ہوں، اُسے کاٹ دیتا ہے!" (استیعاب)

موت کی کیفیت

عمرو بن العاص زندگی میں اکثر کہا کرتے تھے "مجھے اُن لوگوں پر تعجب ہے جن کے موت کے وقت حواس درست ہوتے ہیں مگر موت کی حقیقت بیان نہیں کرتے" لوگوں کو یہ بات یاد تھی۔ جب وہ خود اس منزل میں پہونچے، تو حضرت عبد اللہ بن عباس نے یہ قول یاد دلایا (ایک روایت میں ہے کہ خود اُنکے بیٹے نے سوال کیا تھا) عمرو بن العاص نے ٹھنڈی سانس لی: "جان من!" اُنھوں نے جواب دیا "موت کی صفت بیان نہیں ہو سکتی۔ موت ناقابل بیان ہے۔ لیکن میں اسوقت صرف ایک اشارہ کر سکتا ہوں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آسمان، زمین پر ٹوٹ پڑا اور میں

اگر آپ

علم وکتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں و ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یُورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یُورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پُرانی، دونوں طرح کی کتابیں

تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے سلسلے

بچّوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کرسکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصّل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

اُس میں حسن و جمال کے سوا کچھ نہیں ہو۔ لیکن تعمیر و ایجاب کا عمل بغیر تخریب و سلب کے انجام نہیں پا سکتا۔ ہر بناؤ کے لئے ایک بگاڑ اور ہر نظم کے لئے ایک برہمی ناگزیر ہو۔ اس لئے اُس کے جمال تعمیر کی دلاویزیوں پر تخریب کی ہولناکیوں کا پردہ پڑ گیا۔ بارش کا عمل زمین کے لئے پیام روح ہو۔ اُس کے ایک ایک قطرہ کے اندر، نہیں معلوم زندگی کی کتنی تعمیریں اور وجود کی کتنی بخششیں پنہاں ہوتی ہیں؟

لیکن تعمیر حیات کا یہ پرسکون عمل جبھی ظہور میں آسکتا ہو جب پہلے سلب تخریب کی ایک ہیبت انگیز ہولناکی پھیل جاتی ہو۔ بادل گرجنے لگتے ہیں۔ بجلی کڑکنے لگتی ہو۔ اضطراب و تصادم سے فضا ر کائنات لرز اُٹھتی ہو۔ اور ایسا محسوس ہونے لگتا ہو، جیسے کوئی بڑی ہی سخت بربادی و خوفناکی ظہور میں آنے والی ہو۔ لیکن پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ حالت منقلب ہو جاتی ہو، اور اچانک دکھائی دیتا ہو کہ فطرۃ نے قہر و جلال کا جامہ اُتار کر رحمت و جمال کا لباس پہن لیا۔ کیونکہ رعد و برق کی خوفناکیوں کی جگہ باران رحمت کی ربوبیتیں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ قرآن حکیم نے جابجا قدرت الٰہی کی اس بظاہر قہر نمائی اور بہ باطن رحمت فرمائی کی طرف اشارات کئے ہیں:

ومن آیاتہ یریکم البرق خوفاً وطمعاً، وینزل من السماء ماءً فیحیی بہ الارض بعد موتہا، ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون! (۳۰ : ۲۳)	اور اُس کی حکمت و قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہو کہ بجلی کڑکتی ہو اور تمھارے اندر خوف اور امید، دونوں طرح کے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں پھر

وہ آسمان سے پانی برساتا ہو اور زمین کو اُس کی موت کے بعد از سر نو زندگی بخشدیتا ہو۔ بلاشبہ اسمیں قدرت الٰہی کی بڑی نشانیاں ہیں۔ مگر اُن کے لئے جو عقل رکھتے ہیں!

سورۂ بقرہ کی تمثیل میں بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہو: اوکصیب من السماء فیہ رعدٌ وبرقٌ۔ تخریب کے عمل میں شورش اور ظہور ہو۔ اس لئے رعد و برق کی ہولناکی بارش کی حیات پرور دلاویزی سے زیادہ نمایاں اور بے پردہ ہوتی ہو۔ انسان کا ذہن طفولیت طبیعت حیوانی کے مقتضٰی کے مطابق، بارش کی دلاویزی تو جلد نہیں پا سکتا تھا۔ لیکن رعد و برق کی ہولناکی سے فوراً ڈر گیا تھا۔ بجلی کی کڑک میں اس کے لئے پہلے خوف تھا۔ طمع پیچھے تھی!

بہرحال زندگی اور فطرۃ کائنات کے مظاہر کی پہلی تاثیر خوف و دہشت ہی کی تاثیر تھی۔ بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک، آتش فشاں پہاڑوں کا انفجار، زمین کا بھونچال، آسمان کی ژالہ باری۔ دریاؤں کا سیلاب، سمندروں کا تلاطم؛ ان سب میں اُس کی عقل کے لئے رُعب اور ہیبت تھی، اور اسی ہیبت کے اندر وہ ایک غضبناک خدا کی ڈراؤنی صورت دیکھ رہا تھا۔ وہ بجلی کی کڑک اور ہلاکت سے محبت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بادلوں کی گرج پر شیفتہ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ پہاڑوں کی آتش افشانی اور آسمان کی سنگ باری سے پیار نہیں کر سکتا تھا۔ اور اُس کا ذہن و ادراک خدا کے صرف انہی کاموں سے آشنا ہوا تھا!

ایک اور قریبی سبب بھی اس تصور کا باعث ہوا خود اُس کی زندگی بھی امن و راحت سے زیادہ اضطراب و ہلاکت سے دوچار تھی۔ وہ اپنی حقیقی اور فطری حیات بہشتی سے محروم ہو چکا تھا، اور اب زندگی اور آبادی کی ایک نئی تعمیر درپیش تھی۔ وہ کمزور اور نہتا تھا، اور زمین کی ہر چیز اُس کی دشمن تھی۔ دلدل کے مچھروں کے جھنڈ اُسکے چاروں طرف منڈلاتے تھے۔ زہریلے جانور ہر طرف رینگتے تھے۔ طرح طرح کے بے پناہ درندوں کا پے در پے حملہ تھا۔ اُس کی زندگی سرتاسر جنگ اور کشمکش تھی۔ جس طرف دیکھتا تھا، ہلاکت ہی کا سامان نظر آتا تھا۔ اس ماحول کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ خالق کائنات کا تصور کرتے ہوئے اُس کا ذہن اُس کی ہلاکت آفرینیوں کی طرف جاتا۔ وجود اور زندگی بخشنے والی صفتوں کی طرف نہ جاتا۔ وہ صرف صفات سلبیہ کا تماشائی ہو سکتا تھا۔ ایجاب و تعمیر کی حقیقت شناسی ابھی اُس پر نہیں کھلی تھی!

تصور الٰہی کا یہ دَور سرتاسر قہر و غضب کے تصور کا دَور تھا۔ اس کی ابتدا ایک مبہم اور غیر معین خوف سے ہوئی اور پھر بہ تدریج ایک معین شکل و شباہت کی صورت اختیار کر لی۔ پھر اس صورت کی وضع و قطع میں ترقی شروع ہوئی اور ایک ناتراشیدہ حالت سے ایک مکمل خال و خد تک پہنچ گئی۔ امریکہ، آسٹریلیا، اور افریقہ میں عہد قدیم کے جو آثار ایسے ملے ہیں جن سے نوع انسانی کی ابتدائی پرستشوں کا پتہ چلتا ہو، اُن سے اس ابتدائی تصور کی کڑی طیار کی جا سکتی ہو۔ پرستش کی ناتراشیدہ، بے ڈھنگی، اور ناقص، مگر خوفناک صورتیں انسان کے عہد طفولیت کی یادگار ہیں۔ انسان کے دَور حجری (یعنی وہ زمانہ جب آلات و ظروف کے لئے صرف پتھر استعمال کیا جاتا تھا) کے آثار میں بھی اس تصور کا سراغ لگتا ہو۔ اس طرح کے بکثرت پتھر ملے ہیں جن پر انسان کے ابتدائی ذہن کی مصوری نے اپنے معبود کی صورت کا نقشہ کھینچنا چاہا تھا، اور کوشش کی تھی کہ زیادہ سے زیادہ ہولناک صورت بنا دے۔ اُس میں عجیب طرح کا دھڑ ہو۔ غیر متعلق و مربوط چہرہ ہو، مختلف قسم کے خوفناک جانوروں کی صورت کے غیر متناسب اجزاء جمع کر دیئے ہیں، اور مصوری کے نقص اور تصور کی ناتمامی نے ہیئت کی بدصورتی اور ہولناکی کا اثر اور زیادہ کر دیا ہو۔ خوفناک جانوروں کی پرستش بھی اسی عہد میں شروع ہوئی سانپ، اژدہا، مگرمچھ، اور اسی طرح کے جانور جن پر انسان بہ آسانی قبضہ نہیں کر سکتا تھا، اُس کے تصور میں ایک طرح کی الوہیت پیدا کر لیتے تھے۔

اس دَور کے ابتدائی عہد سے جب انسان آگے بڑھا۔ تو خدا کے تصور میں زیادہ نظم و اسلوب پیدا ہوا۔ اب ایسی ایسی طاقتوں کا تصور کیا گیا جن کی الگ الگ صورتیں، الگ الگ دائرے، اور الگ الگ اعمال تھے۔ لیکن جہاں تک صفات کا تعلق ہو، سب قہر و غضب ہی کی صفات رکھتے تھے۔ ہندوستان، مصر، بابل، یونان، وغیرہ ممالک جہاں نوع انسان کو مختلف مرزبومی اسباب سے ترقی و تربیت کا زیادہ موقعہ ملا تھا، اس دَور میں نمایاں ہوتے ہیں، اور آثار قدیمہ ہمیں سراغ رسانی میں مدد دیتی ہیں۔ ان تمام ممالک میں علم الاصنام کی سب سے ابتدائی کڑیاں وہی ہیں، جو خالص قہر و غضب کی تصویرات تھیں۔ ہیروڈوٹس نے مصریوں کے جو حالات بیان کئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہو کہ اُن کا سب سے زیادہ قدیمی معبود ہورس تھا جو ہلاکت اور بربادی کی طاقت تھی۔ یونان کا علم الاصنام اپنی لطافت تخیل اور بلندی نوعیت کے لحاظ سے تمام دُنیا کے اصنامی تخیلات پر فوقیت رکھتا ہو، لیکن اُن کے یہاں بھی غضب و قہر کے دیوتاؤں کے تصورات، باقی دیوتاؤں سے زیادہ قدیم تھے۔ آریس جو آگے چلکر جنگ کا خدا ہو گیا، دراصل غضب و انتقام کا خدا تھا۔ آذیس جسے آگے چلکر جہنم کی داروغگی ملی، شروع شروع میں ہلاکت اور انتقام کا دیوتا تھا۔ بابل اور آشور کے آثار سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہو۔ بابل تصور الٰہی کے اُس عہد کا سب سے بڑا مرکز ہو، جو مظاہر فطرۃ کی پرستش کے سلسلے میں کواکب پرستی کا عہد تھا۔ لیکن یہاں بھی پرستش کی تمام ابتدائی صورتیں غضب و قہر ہی کی مظاہر تھیں۔ بابل کے آثار اصنام میں سب سے زیادہ قدیم اثر ایک عجیب الخلقت

عالم مطبوعات و صحائف

پروفیسر ہیوار کی یادداشتِ کتب

یورپ کے مستشرقین (اورنٹیلسٹ) نے قدیم آثار و علوم کی تحقیقات کے جو مختلف طریقے اختیار کئے ہیں، اُن میں ایک نہایت قیمتی طریقہ نوادر کتب کی مکمل یادداشتیں مرتب کرنے کا ہو۔

"یادداشتوں" سے مقصود یہ ہو کہ پرانی اور نادر کتابوں کے مختلف نسخے دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں کہیں اُن کا کوئی حصہ ہو، کہیں کوئی حصہ۔ کہیں ایک حصہ مسلّم ہو اور باقی ناقص ہو۔ کہیں دوسرا حصہ محفوظ اور پہلا حصہ ناقص ہو گیا ہو۔ کسی نسخہ کی کتابت غلط ہو لیکن ضخامت پوری ہو۔ کسی کی ضخامت ناقص مگر کتابت اچھی ہو۔ اب اس منتشر اور مختلف الاوضاع ذخیرہ سے ایک مکمل نسخہ کیونکر فراہم کیا جائے؟ اس کا صرف یہی طریقہ ہو کہ ان تمام نسخوں پر نظر ڈالی جائے، اور ایک جگہ کا نقص دوسری جگہ کی تکمیل سے پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ مثلاً اگر ایک کتاب کی ۵ جلدیں ہیں اور دس جگہ ۱۰ نسخے موجود ہیں، تو بہت ممکن ہو کہ ایک جگہ جو جلد کم ہو، وہ دوسری جگہ موجود ہو، یا ایک جگہ کے نسخہ میں جو ورق ناقص ہو گیا ہو، وہی دوسری جگہ کے نسخے میں صحیح و سالم مل جائے۔ مستشرقین یورپ نے متعدد اہم اور نادر کتابوں کے متعلق اس طرح کی معلومات فراہم کی ہیں اور انھیں یادداشت کی صورت میں قلمبند کر لیا ہو۔

یہ یادداشتیں نہایت قیمتی ہیں ان سے بہ یک نظر معلوم ہو جاتا ہو کہ فلاں کتاب کا مکمل نسخہ دُنیا کے فلاں فلاں کتب خانوں کے فلاں فلاں نسخوں، جلدوں، صفحوں، صفحوں کی سطروں، سطروں کے صحیح و سالم لفظوں کے باہدگر جمع ہو جانے سے وجود میں آ جا سکتا ہو!

یہ یادداشتیں مستشرقین یورپ کے ذوق علم اور محنت جستجو کی سب سے بڑی نمائش گاہ ہیں۔ بعض حالتوں میں صرف ایک چھوٹی سی کتاب کے مکمل اور صحیح نسخہ کی معلومات جمع کرنے کے لئے تمام دُنیا کا سفر کیا گیا ہو، اور ۵۰-۵۰-۶۰-۶۰ جگہوں کے نسخوں سے اُس کا ایک ایک ورق، ایک ایک سطر، ایک ایک لفظ، جمع کیا گیا ہو۔ ہمدانی کا جغرافیہ عرب سنہ ۱۸۹۱ میں پروفیسر ڈیوڈ مولیر Müller نے تصحیح و ترتیب کے بعد شائع کر دیا۔ شائع کرنے سے پہلے جو یادداشت انھوں نے اور لیڈن یونیورسٹی کے دیگر مستشرقین نے مرتب کی تھی، وہ ہمارے پاس موجود ہو، اور اسے دیکھ کر ان پرستاران علم کی محنتوں کی بے اختیار داد دینی پڑتی ہو۔ ہمدانی کے جغرافیہ کے سترہ نسخوں کا اُنھوں نے پتہ لگایا تھا جو کرۂ ارضی کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے تھے لیکن ان میں کوئی بھی نقص سے خالی نہ تھا۔ انھوں نے ان سب کے ایک ایک صفحہ، ایک ایک سطر، ایک ایک لفظ پر نظر ڈالی، اور نسخوں اور انکے اوراق و سطور کے حوالوں کے ساتھ ایسی یادداشت مرتب کر لی جس سے بہ یک نظر معلوم ہو جاتا ہو کہ ان سترہ جگہوں سے ایک ایک ٹکڑہ چن کر، کس طرح ایک صحیح و مکمل نسخہ مرتب کر لیا جا سکتا ہو۔

مثلاً یادداشت بتلاتی ہو کہ کتاب کے صفحہ ۴ کی سطر کا پہلا لفظ برلین کے نسخہ میں کرم خوردہ ہو لیکن روم کے نسخہ میں صحیح و سالم

ہو۔ وہاں سے لے لیا جا سکتا ہو۔ روم کے نسخہ میں پانچویں سطر پڑھی نہیں جاتی لیکن سلوسٹرڈے ساسی کے نسخہ میں موجود ہو۔ وہاں سے لے لی جائے۔ اسی طرح پوری کتاب کا ایک ایک لفظ بذریعۂ یادداشت مرتب کرلیا ہو۔ ساتھ ہی تمام نسخوں کے چھوٹے چھوٹے لفظی اختلافات کے بھی حوالے دیدیئے ہیں۔ بعد کو یہ اختلافات کتاب کے ساتھ شائع کردیئے گئے۔ ان کی ضخامت اصل کتاب سے بھی دوگنی ہو۔ ایک پوری جلد صرف فہرست اور اختلافات پر مشتمل ہوا!

اسی طرح طبقات ابن سعد کی یادداشت دو جلدوں میں مرتب ہوئی تھی۔ اس کے ایک ایک ورق اور ایک ایک سطر کے لئے بار بار دنیا کا سفر کیا گیا تھا۔ اس کی ایک ایک سطر، دس دس، بیس بیس جگہوں کے نسخوں کو باہدگر ملانے کے بعد حاصل ہوسکی۔ بعد کو یہ کتاب چھپ گئی، لیکن اس کی یادداشت اب بھی علم و جستجو کا ایک قیمتی خزانہ ہو۔

یہ یادداشتیں زیادہ تر علمی جماعتوں نے مرتب کی ہیں مگر بعض ایسی بھی ہیں جو کسی ایک شخص کی تنہا جستجوئے علم کا نتیجہ ہیں۔ انیسویں صدی کے مستشرقین میں پروفیسر رینوڈ Reinaud، اتین کاٹرمیر Etienne Quatremere، ڈیرنبرگ Fliegel، Derenbourg، گستاؤ فلوگل فلائیشر Fleischer، اور دی گویہ De Goeje، کی یادداشتیں نہایت قیمتی ہیں۔ زمانۂ حال کے مستشرقین میں مشہور جرمن مستشرق پروفیسر تھیوڈر نولڈیک Theodar Nöldeke، اور پروفیسر گولڈزیہر Goldziher کی یادداشتیں شائع ہوچکی ہیں اور نہایت قیمتی معلومات پر مشتمل ہیں۔

حال میں ایک نہایت قیمتی یادداشت پروفیسر ہیوار Huart نے شائع کی ہو جو ہمیں گزشتہ مہینے پیرس سے وصول ہوئی ہو۔ اس یادداشت میں پروفیسر موصوف نے نہ صرف اپنی جستجوؤں کے نتائج درج کئے ہیں بلکہ گذشتہ دو۔ کے دو بہت بڑے فرانسیسی مستشرقوں پروفیسر دی سلان De Slane اور پروفیسر ڈیرن برگ Derenbourg کی بعض غیر مطبوعہ یادداشتوں سے بھی ضروری فوائد اخذ کئے ہیں۔

پروفیسر دی۔ سلان کا انتقال ۱۸۷۹ء میں ہوا۔ وہ انیسویں صدی کے مشاہیر مستشرقین میں تھے۔ مقدمۂ ابن خلدون، "تاریخ بربر ابن خلدون"، اور ابن خلکان کا فرانسیسی ترجمہ انہی کے قلم کا رہین منت ہو۔ مقدمہ ابن خلدون کے ترجمہ و اشاعت کا کام در اصل ایٹن کواترمیٹر نے شروع کیا تھا۔ مگر تکمیل انہی کے قلم و سعی سے ہوئی۔ قومی کتب خانہ پیرس کے شرقی مخطوطات کی فہرست بھی انہی نے مرتب کی تھی۔

پروفیسر ڈیرن برگ کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ یہ اسی نام کے مستشرق باپ کا مستشرق بیٹا ہو۔ سیبویہ کی الکتاب (جو کلکتہ میں ایشیاٹک سوسائٹی چھاپ چکی ہو) یورپ میں اسی کے اہتمام سے چھپی تھی۔ کتاب الفخری، دیوان نابغہ، کتاب الاعتبار ابن منقذ وغیرہ بھی اسی کی سعی و محنت سے مرتب و شائع ہوئی۔ بعد کو الفخری کی نقل مصر میں شرکت احیاء کتب عربیہ نے بھی چھاپ دی۔

پروفیسر ہیوار موجودہ عہد کے مستند فرانسیسی مستشرق ہیں۔ یہ پہلے مصر کے فرانسیسی قنصل خانہ میں کاتب تھے۔ پھر ترقی کرتے کرتے قنصل جنرل ہوگئے۔ اب ایک عرصہ سے پیرس کے مدرسہ لغات حیۂ عالم کے معلم ہیں۔ اسلامی و عربی علوم و ادب پر ان کی

مصنفات بکثرت شائع ہوچکی ہیں۔ تاریخ عرب، تاریخ ادبیات عرب تاریخ بغداد جدید، وغیرہ کتابیں مشہور و مقبول ہیں۔ ابوزید بلخی کی کتاب الخلیقہ انہی کے سعی و اہتمام سے شائع ہوئی۔ کای فونگو (چین) کی ایک قدیم مسجد کے عربی و فارسی نقوش پر بھی ان کا ایک رسالہ شائع ہوچکا ہو۔ اس یادداشت میں عربی اور فارسی، دونوں زبانوں کے بعض نوادر پر معلومات موجود ہیں۔ ایک ترکی (عثمانی) کتاب کا بھی ذکر ہو۔ ہم آئندہ اس کے بعض اہم فوائد ہدیۂ قارئین کریں گے۔

امام ابن قیم کی کتاب العلم والعلماء

امام ابن قیم کی مصنفات کا بڑا ذخیرہ شائع ہوچکا ہو، لیکن روز بروز نئی کتابیں نکلتی ہی آتی ہیں۔ حافظ ابن رجب نے طبقات میں ان کی ایک کتاب کا نام "کتاب العلم والعلماء" لکھا ہو، اُتبک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ اب معلوم ہوا ہو کہ اس کا ایک نہایت عمدہ نسخہ جس پر اُن کے شاگرد فیروزآبادی (صاحب قاموس) کا دستخط ثبت ہو، دمشق میں نکل آیا ہو اور اسکی اشاعت کا اہتمام کیا جارہا ہو۔

العبر فی اخبار البشر

الہلال نمبر ۲ میں ہم نے امام شمس الدین ذہبی، کی تاریخ کبیر کی نسبت اطلاع دی تھی۔ اب معلوم ہوا ہو کہ ان کی ایک دوسری تاریخ "العبر فی اخبار البشر" بھی زیر تصحیح و طباعت ہو۔

امام موصوف نے اپنے تذکرہ میں خود تصریح کی ہو کہ انھوں نے پہلے مطول و مبسوط تاریخ الاسلام (تاریخ کبیر) لکھی۔ پھر اس سے مختصر اور منتخب کرکے چار چھوٹی چھوٹی کتابیں الگ کرلیں:

(۱) الدول الاسلامیہ: یہ تاریخ کبیر کا اختصار ہو، اور بعض کتابتوں میں چار جلدیں ہیں بعض میں دو۔ اس کا سب سے زیادہ بہتر اور مکمل نسخہ قسطنطنیہ کے کتب خانہ کوپرلی میں ہو۔

(۲) طبقات الحفاظ: اسمیں صرف اُن حفاظ حدیث کے حالات لے لئے ہیں جن کے تراجم بہ سلسلۂ تاریخ، تاریخ کبیر میں آئے تھے حافظ جلال الدین سیوطی کی طبقات اسی کا اختصار و تکملہ ہو ۱۸۳۲ء میں پروفیسر وسٹنفیلڈ نے اسے تین جلدوں میں چھاپکر شائع کیا۔

(۳) طبقات القراء: اسمیں قراء کے تراجم تاریخ کبیر سے اخذ کرکے بہ ترتیب طبقات جمع کئے ہیں۔ اسکے نسخے پیرس کے قومی کتبخانہ اور قسطنطنیہ کے کتبخانۂ کوپرلی اور ینی جامع میں موجود ہیں۔ متعدد علماء نے اس کے ذیل بھی لکھے تھے۔ حافظ سیوطی کا ذیل چھپ گیا ہو۔

(۴) العبر فی اخبار البشر یہ ایک مختصر تاریخ عام دو جلدوں میں ہو۔ اسمیں اور دول الاسلامیہ میں یہ فرق ہو کہ اُسکی ترتیب حروف تہجی کی ترتیب ہو۔ اس کی ترتیب سنین کی ترتیب ہو۔ سنہ ہجری کی ابتدا سے لے کر ۷۴۰ھ کے تمام حوادث و وفیات اسمیں مل جاتے ہیں۔ ابن شماع (متوفی ۹۳۶ھ) نے اس کا ذیل لکھا تھا۔ اسکے نسخے برٹش میوزیم اور ایاصوفیا قسطنطنیہ کے کتب خانوں میں موجود تھے۔

اسی آخری کتاب کے متعلق معلوم ہوا ہو کہ بعض اہل علم کی سعی سے قاہرہ میں چھپنا شروع ہوگئی ہو۔ عنقریب پہلی جلد مکمل ہوکر شائع ہوجائے گی۔

فہرست

مذاکرۂ علمیہ ۲
نظریۂ ارتقا کا گم شدہ حلقہ
ریڈیم ۳
تاریخ مغرب جدید کی تاریخی شخصیتیں ۶
روسو
عالم شرق و اسلام ۱۰
شام کے جہاد حریت کا خاتمہ
بصائر و حکم
انسانیت موت کے دروازہ پر ۱۳
حضرت عمرو ابن العاص
برید فرنگ ۱۴
مسولینی کی ایک اہم تقریر
برید شرق
مکتوب قسطنطنیہ ۱۸
خواطر و سوانح
"اخباری زندگی کا ایک لمحہ" ۱۹
باب التفسیر
تفسیر سورۂ فاتحہ کا ایک صفحہ ۲۱
عالم مطبوعات و صحائف ۲۳
ایک نئی یادداشت کتب
کتاب العلم والعلماء
العبر

میرٹھ
کی
اصلی مشہور و معروف
قینچی
زنانہ اسٹور متصل تحصیل میرٹھ سے منگائیے

السحر الحلال
فی
مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کی تاریخ میں الہلال ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھی۔ اُس نے ملک کے سیاسی، علمی، ادبی اور دینی افکار و عقائد پر جو انقلاب انگیز اثرات ڈالے، قریب ہے کہ مستقبل ہند کا مورخ اُن پر بحث کریگا اور اُن کے اندر وہ عناصر و مبادیات ڈھونڈھیگا جن سے ہندوستان کی سنہ ۱۹۱۹ کے بعد کی اجتماعی ذہنیت ظہور پذیر ہوئی۔

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کی مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کی نئی روح پیدا کرنی چاہتا تھا، اِس لئے اُس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف مذاق کا مجموعہ تھا۔ اُس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے۔ اور اُسکا ہر باب اپنی مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہوتا تھا۔ پھر اس کی ظاہری خوبیاں اردو صحافت میں اعلی طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں۔ اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس میں ہاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چھپنے کی وجہ سے بہت سی ایسی خوبیاں پیدا ہوئیں جو پتھر کی چھپائی میں ممکن نہیں۔ اِس کی جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمی، مذہبی، سیاسی، اور اجتماعی مواد و مباحث کا بہترین مجموعہ ہیں۔ اِن کی مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کی تمام جلدوں کا مکمل سٹ ساٹھ سو روپیہ میں خرید کیا۔ اور حال میں ایک صاحب نے اِس کی پہلی جلد مکمل (جو دفتر میں بھی موجود نہیں) ساڑھے چارسو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدی ہے۔ جن لوگوں کے پاس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہیں وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں۔ پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھی محفوظ ملا، ہم نے کوشش کی کہ شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کی جا سکتی ہیں مرتب کرلی جائیں اور جن جلدوں کی تکمیل میں ایک دو پرچوں کی کمی ہو اُنہیں دوبارہ چھپوا لیا جائے۔

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئی اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کی جلدیں پوری مکمل ہوگئی ہیں۔ ہم اِس اعلان کے ذریعہ شایقین علم و ادب کو آخری موقعہ دیتے ہیں کہ اِس قیمتی ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدی کریں، چونکہ جلدوں کی ایک بہت ہی محدود تعداد مرتب ہوسکی ہے اس لئے صرف اُنہیں درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی جو سب سے پہلے پہونچیں گی۔ ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کی انڈکس بہ ترتیب حروف تہجی لگادی گئی ہے۔

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ	الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ
" " " چہارم ۱۰ روپیہ	" " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسری مرتبہ الہلال اِس نام سے شائع ہوا) قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھی موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے۔ قیمت فی پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوہ ہے۔

مینیجر "البلاغ پریس"

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رھنما :

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمہ

یہ ضمیمہ دنیا کي تمام کتابوں پر هفتہ وار دلچسپ اور وقیع تبصرہ کرتا ہے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ہے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بھي ہوتے ہیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ہے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضہ کیجئے کہ وہ ٹائمز لنڈن کا هفتہ وار ادبي ضمیمہ آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے ہیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري ہے کہ

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمہ مطالعہ کرے

اگر آپ چاهتے ہیں کہ فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نہ رهیں ' تو آپکو یہ ضمیمہ بلا ناغہ مطالعہ میں رکھنا چاهیے -

یہ هر هفتہ اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کر دیتا ہے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب ہوتے ہیں

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنہ

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے ہیں

کیا آپ تجارت کرني چاهتے ہیں ؟

اگر آپ چاهتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایہ لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکہ کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں ہوسکتے -

اگر آپ چاهتے ہیں کہ بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یہ ساري باتیں با قاعدہ علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے کہ هم سے خط و کتابت کریں - هم یہ کام بہ حیثیت ایک ماهر فن کے کر رہے ہیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم ہو جائیگا کہ آپکے مقصد کیلئے هم کس درجہ مفید ہیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے ہیں -

M. R. MARSDEN & CO

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري ہیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي ہیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یہ بہترین کارخانہ ہے - مندرجۂ بالا پتہ سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقہ وہ ہے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ہے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانہ سے مل سکتي ہیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.